شعرِ باستاں
از ڈاکٹر انوار الحسن
مع حاشیہ
مصباح طالباں
از مولانا اختر حسین فیضی مصباحی
ناشر
الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

محمد حمید حسین

شعر باستاں

از: ڈاکٹر انوار الحسن شعبۂ عربی و فارسی لکھنؤ یونیورسٹی

مع حاشیہ

مصباح طالباں

از: مولانا اختر حسین فیضی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ

ناشر

مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور

اعظم گڑھ، یوپی

باراول ـــــــــــ ۲۰۰۷ء/۱۴۲۸ھ

حرفِ آغاز

دنیا کے کلاسیکی ادب میں فارسی ادبیات کا خزانہ تاریخی اعتبار سے زیادہ قدیم تو نہیں، لیکن اپنے انمول جواہرات اور بیش قیمت نوادرات کے لحاظ سے یقیناً بہت اہم ہے۔ ''فارسی'' دنیا کی شیریں ترین زبانوں میں ایک دلکش زبان ہے۔ جس کا ادبی سرمایہ بہت ہی رنگارنگ اور جامع ہے۔

قدیم فارسی نظم ونثر کا سرمایہ مرورِ ایام کے ساتھ تلف ہو چکا ہے۔ اس لیے باضابطہ طور پر تیسری صدی ہجری کے نصف سے فارسی ادبیات کی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔ اس سے قبل کی کڑیاں غیر مربوط ہیں اور درمیانی کڑیوں کی عدم موجودگی کے باعث ان کا تسلسل قائم رکھنا مشکل ہے۔ فارسی ادبیات کی تاریخ کوحسبِ ذیل ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) سامانیہ : ۲۶۱ھ سے ۲۸۹ھ تک۔

(۲) غزنویہ : ۲۸۹ھ سے ۴۳۱ھ تک۔

(۳) سلجوقیہ : ۴۳۱ھ سے ساتویں صدی ہجری تک۔

(۴) مغلیہ تیموریہ : ساتویں صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک ایران میں اور ۱۸۵۷ء تک ہندوستان میں۔

(۵) قاچاریہ : ۱۱۹۳ھ سے ۱۳۴۲ھ تک۔

زیرِ نظر کتاب دو حصوں میں مشتمل ہے اور اس میں فارسی شاعری کے مختلف ادوار کے رنگارنگ نمونے پیش کیے گئے ہیں ۔ اصنافِ سخن میں صرف غزل، مثنوی اور قصدہ کے منتخبات شامل کیے گئے ہیں اور اس میں بھی نمائندہ شاعروں کی ایسی تخلیقات ہی پر اکتفا کی گئی ہے جن سے مذکورہ اصناف کے عہد بہ عہد ارتقا کا اندارزہ ہو سکے۔ ساتھ ہی اصنافِ سخن اور شعرا کا اجمالی تعارف بھی شامل کیا جارہا ہے۔ جس سے کتاب کی افادیت بڑھ سکتی ہے۔

ڈاکٹر انوار الحسن

شعبۂ علوم مشرقیہ (عربی وفارسی) لکھنؤیونیورسٹی

۱۶ر جنوری ۱۹۶۹ء

باب اوّل ــــــ غزلیات

فارسی غزل کا مختصر تعارف

غزل جذبات عشق و محبت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ابتدا میں فارسی قصیدہ ممدوح کی تعریف وتوصیف کے لیے مخصوص تھا اور غزل میں محبوب کے حسن و جمال کی مدح کی جاتی تھی یا اس کے جور و جفا اور ناز و ادا کا بیان ہوتا تھا عرصہ تک فارسی غزل اسی روایتی انداز سے کہی جاتی رہی۔

غزل کی ترقی کی تاریخ تصوف سے شروع ہوتی ہے، جس کا آغاز تیسری صدی ہجری سے ہوا، اور پانچویں صدی ہجری اس کے انتہائے عروج کا زمانہ ہے۔

غزل کا ہر شعر جداگانہ مضمون کا حامل ہوتا ہے۔ پہلا شعر ''مطلع'' کہلاتا ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔ آخری شعر کو ''مقطع'' کہتے ہیں جس میں شاعر اپنا تخلص نظم کرتا ہے۔

رود کی کو فارسی کا پہلا غزل گو شاعر مانا جاتا ہے۔اور تیسری صدی ہجری کا شاعر تھا۔ چوتھی صدی ہجری کے شعراء میں دَقیقی کا نام قابلِ ذکر ہے۔ پھر صوفی شعراء کا زمانہ آیا تو حکیم سنائی نے غزل کو ترقی دی، اور اوحدی نے اس میں زبان کی صفائی نزاکت، روانی اور سلاست پیدا کی، اور اسے جذبات سے لبریز کر دیا۔ خواجہ فرید الدین عطار، مولانا روم اور عراقی نے بھی غزل کی ترقی میں نمایاں حصہ لیا اور اس میں سوز و گداز بھر دیا۔ پھر سعدی شیرازی کا زمانہ آیا اور انہوں نے اس زمین کو آسمان پر پہنچا دیا وہ عشق و عاشقی کے دلدادہ، بادۂ تصوف سے سرشار اور فطری شاعر تھے زبان

خداداد ملی تھی اور زندگی تجربات کا انمول خزانہ رکھتی تھی اسی لیے ان کی غزلوں نے تمام ایران میں آگ لگادی، اسی زمانے میں ہندوستان میں خسرو دہلوی اور حسن دہلوی نے غزل کی ترقی میں نمایا حصہ لیا اور اس آسمان کو اور اونچا کر دیا۔

خسرو نے غزل میں مسلسل مضامین بھی نظم کیے جس کا رواج اس سے قبل نہ تھا معاملہ بندی کا آغاز تو سعدی سے ہوا لیکن اسے با قاعدہ فن کی حیثیت سے استعمال کرنے کا سہرا بھی انہیں کے سر ہے موسیقیت کی خصوصی رعایت بھی ان کی غزلوں میں ملتی ہے۔ جدتِ اسلوب، لفظی تراش خراش، مضمون آفرینی اور صنائع و بدائع کی ایجادات واستعمال پر بھی وہ بہت قادر تھے اور ان کی غزلیں انہیں خصوصیات کی حامل ہیں۔ امیر خسرو کے بعد سلمان ساوجی اور خواجہ کرمانی کے نام غزل کی ترقی کے سلسلے میں قابل ذکر ہیں پھر خواجہ حافظ شیرازی نے اس شراب کو اپنے جوشِ بیان، طرزِ ادا، سرمستی، خوش نوائی، اور شوخی وظرافت کی چاشنی سے دوآتشہ بنا دیا، ان کے کلام میں فلسفۂ تصوف اور اخلاقیات کے مضامین بہ کثرت ملتے ہیں اس طرح غزل کی وسعت میں اضافہ ہوتا گیا لیکن خواجہ حافظ کے بعد غزل کی رفتارِ ترقی میں ٹھہراو پیدا ہوگیا۔ اور جامی کے سواجن کے یہاں تصوف غزل پر غالب ہے ڈیڑھ سوسال تک کوئی قابل ذکر غزل گوشاعر نہ اُبھر سکا۔

پھر فغانی سے دورِ جدید کا آغاز ہوگیا، جس میں سلاست کی جگہ پیچیدگی، تشبیہات واستعارات میں جدت، اختصار مضمون، خیال بندی، مضمون آفرینی اور دقت پسندی کو فروغ ہوا، اس سلسلے میں عرفی، ظہوری، جلال اسیر، طالب، املی، اور کلیم ہمدانی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اسی زمانے میں فیضی اور نظیری نے بھی عروس غزل کو سنوارنے میں نمایاں حصہ لیا۔ فیضی اور عرفی کی غزلوں میں فلسفہ کا رنگ بہت

شوخ ہے۔ نظیری اور جلال اسیر کے یہاں بھی فلسفہ کی جھلکیاں نظر آتی ہے۔

پھر فارسی غزل میں ولی دشت بیاضی، علی قلی میلی، وحشی یزدی اور شرف جہاں وغیرہ نے عاشقانہ ورندانہ مضامین کا اضافہ کیا اور ساتھ ہی لطافت خیال بھی پیدا ہوئی وحشی یزدی نے عشق کی واردات کے بیان میں آخری حدوں کو چھولیا اور اسی کے ہاتھوں ''واسوخت'' کی ایجاد ہوئی، مغلوں کے آخری دور میں مرزا غالب فارسی کے ممتاز شاعر ہوئے، جنہیں شہرت دوام تو ان کے مختصر سے اردو دیوان اور خطوط کی وجہ سے حاصل ہوئی لیکن حقیقت یہ ہے کہ کیا فارسی شاعری، کیا اردو شاعری اور کیا خطوط نویسی، ان کا انداز بیان ہی کچھ ایسا تھا کہ جس نے غنچہ دلی کے لیے گلِ شیراز پر خندہ زنی کا سامان فراہم کیا۔ جدتِ ادا، شوخی وظرافت اور مضمون آفرینی ان کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ تصوف، فلسفہ اور زندگی کے تجربات کا نچوڑ ان کے کلام کے اہم اجزاے ترکیبی ہیں۔
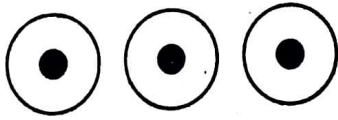
جس نے غنچہ دلی

مُلا فخرالدین عراقی ہمدانی

وفات ـــــــــــــــ ١٢٨٩ء

عراقی ترکوں اور مغلوں کے دورِ حکومت میں ایک ممتاز صوفی شاعر تھے، جن کے کلام میں عاشقانہ جذبات اور واردات قلب کا بیان بڑے ہی موثر انداز میں ملتا ہے۔ وہ تصوف کے مسائل کو بھی تمثیلوں میں بڑی صفائی سے بیان کرنے پر قادر تھے، کلام غنائیت سے بھر پور اور اثر میں ڈوبا ہوا ہے، سادگی اور بندش کی چستی بھی ان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

(۱)

١ نخستیں بادہ کاندر جام کردند　　ز چشم مست ساقی وام کردند
٢ چو با خود یا فتند اہلِ طرب را　　شرابِ بے خودی در جام کردند
٣ لب مے گونِ جاناں جام درداد　　شراب عاشقانش نام کردند
٤ سرِ زلف بتاں (معشوق) آرام نہ گرفت　　ز بس دلہا کہ بے آرام کردند
٥ بہ مجلس نیک و بد را جاے دادند　　بہ جامے کارِ خاص و عام کردند

---

(۱)

١- نخستیں: اول، پہلا۔ بادہ: شراب۔ کاندر: کہ اندر ساقی: پلانے والا۔ وام کردن: قرض لینا۔

٢- با خود: ہوش وحواش کی حالت میں۔ اہل طرب: مستی والا، رند۔ شراب بے خودی: مست کرنے والی شراب۔ بے خود کرنے والی شراب۔

٣- لب: ہونٹ۔ مے گوں: شراب کے رنگ کا۔ لب مے گوں: سرخ ہونٹ۔ جاناں: معشوق۔ جام در دادن: پیالا سے لگانا۔ شراب عاشقانش نام کردند: اصل عبارت یہ ہے (پس) نامش شراب عاشقاں کردند۔

٤- سر: سر، فکر، خیال، روز، خلاصہ، ارادہ خواہش (کبھی تحسین کلام کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے) بتاں: بت کی جمع۔ آرام گرفتن: چین اور سکون حاصل کرنا۔ بس: بہت۔ بے آرام کردن: بے قرار کرنا۔ پریشان کرنا۔

٥- جاے دادن: جگہ دینا۔

۶ چو گوے حسن در میداں فگندند | بہ یک جولاں دو عالم رام کردند
۷ زبہرِ نُقل مستاں از لب و چشم | مہیا پستہ و بادام کردند
۸ ازاں لب کارزوے جملہ دلہاست | نصیب بے دلاں دشنام کردند
۹ دلے راتا بہ دست آرند ہر دم | سر زلفینِ خود را دام کردند
۱۰ بہ غمزہ صد سخن گفتند باجاں | بہ دل ز ابرو دو صد پیغام کردند
۱۱ نہاں با محرمے رازے بگفتند | جہانے را ازاں اعلام کردند
۱۲ بہ گیتی ہر کجا درد و غمے بود | بہم کردند و عشقش نام کردند
۱۳ چو خود کردند راز خویشتن فاش | عراقی را چرا بدنام کردند

(۲)

۱ تا کے از دست فراق تو ستم ہا بینیم؟ | ہیچ باشد کہ ترا بار دگر وا بینیم؟

۶- گوے حسن: حسن کا گیند یعنی حسن کا جلوہ۔ فگندن: ڈالنا، پھینکنا، بکھیرنا۔ جولاں: چکر رام کردن: مطیع کرنا، فرماں بردار بنانا۔

۷- بہر: کے لیے، واسطے۔ نقل: بضم نون وسکون قاف وہ ترش ونمکین چیز جو شراب پینے کے بعد ذائقہ بدلنے کے لیے کھائی جاتی ہے۔ گزک۔ مستاں: مست کی جمع رند۔ پستہ: بہ کسر بائے فارسی، سبز رنگ کا ایک میوہ۔

۸- کارزو: کہ آرزو۔ نصیب: حصہ۔ بے دلاں: بے دل کی جمع عاشق۔ دشنام: گالی۔

۹- بہ دست آوردن: حاصل کرنا۔ دام: پھندا۔

۱۰- غمزہ: آنکھ سے اشارہ کرنا۔ جاں: معشوق۔ ابرو: آنکھوں کے اوپر والے ہلالی شکل کے بال، بھوں۔

۱۱- نہاں: پوشیدہ، چپکے چپکے۔ محرم: بھید جاننے والا۔ رازدار۔ اعلام کردن: آگاہ کرنا، بتانا۔

۱۲- گیتی: دنیا۔ ہر کجا: جہاں کہیں۔ بہم کردن: اکٹھا کرنا۔ عشقش نام کردند: اصل میں "نامش عشق کردند" ہے۔

۱۳- راز فاش کردن: راز کھولنا، بھید کھولنا۔

(۲)

۱- تا کے: کب تک۔ فراق: جدائی۔ ستم دیدن: ظلم، تکلیف اٹھانا، مصیبت جھیلنا۔ ہیچ باشد: کیا ممکن ہے، کیا کچھ ہوسکتا ہے۔ وادیدن: بے پردہ دیکھنا۔ بے حجاب دیکھنا۔

۲ دل دہیم از سر زلف تو چو بوے یابیم — جاں فشانیم اگر آں رخِ زیبا بینیم ؟

۳ روے خوب تو کہ ہردم دگراں می بینند — چہ شود گر بگذاری کہ دَمے ما بینیم ؟

۴ ما کہ دور از تو زہجرانت بہ جاں آمدہ ایم — از فراق تو بگو چند بلا ہا بینیم ؟

۵ خورد زنگار غمت آئینۂ دل افسوس — نیست ممکن کہ جمالِ تو دراں جا بینیم ؟

۶ گم شد اَوجِ دلِ ما تا بہ دَرت آمدہ ایم — کے بود کاں دل گم گشتۂ خود را بینیم ؟

۷ گر بیابیم دلے ، بر سَرِ کویت یابیم — ور بہ بینیم رخے ، در دلِ بینا بینیم ؟

۸ روے بنماے کہ امروز بہ بینیم رُخت — کہ بسا حسرت و اندوہ کہ فردا بینیم ؟

۹ روے زیباے تو اے دوست بہ کام دل خویش — تا عراقی نہ بہ میرد، نہ ہمانا بینیم ؟

۲- دل دادن: دل دینا۔ یافتن: پانا۔ جاں فِشاندن: جان چھڑکنا، جاں قربان کرنا۔ رخِ زیبا: خوبصورت اور حسین چہرہ۔

۳- ہردم: ہر وقت ۔ دگراں : دوسرے لوگ۔ چہ شود: کیا ہو جاے گا، کیا بگڑ جائے گا۔ بگذاری: مضارع از مصدر گذاشتن: چھوڑنا، موقع دینا۔ دمے: تھوڑی دیر۔

۴- ہجراں: جدائی علاحدگی۔ بہ جاں آمدن: تنگ آنا۔ فراق: جدائی۔ چند بلا ہا بینیم: کتنی مصیبتیں جھیلیں۔

۵- خورد: فعل ماضی از مصدر خوردن: کھانا۔ زنگار: مورچہ، زنگ۔

۶- اَوج: بلندی، اونچائی۔ تا: جب سے۔ گے: کب ، کیسے۔ کاں: اصل میں ''کہ آں'' ہے۔ دل گم گشتہ: کھویا ہوا دل، گم شدہ دل۔

۷- یابیم: مضارع از یافتن: پانا۔ دِلے: اسم نکرہ، کوئی دل۔ کو: گلی، کوچہ۔ ور: اور اگر۔ رُخے: اسم نکرہ ، کوئی چہرہ۔ دلِ بینا: روشن دل: روشن ضمیر، دیکھنے والا دل۔

۸- بسا حسرت و اندوہ: بڑے افسوس اور غم کی بات ہے۔

۹- روے زیبا: خوبصورت چہرہ۔ دوست : محبوب۔ ہمانا: گویا، شاید، بے شک، یقیناً

(۴)

۱ ترکِ من اے! مہ غلام روے تو	جملہ ترکان جہاں ہندوے تو
۲ لعل تو شیریں تراز آبِ حیات	خوش تراز ماہِ تمام آں روے تو
۳ خرم آں عاشق کہ بیند آشکار	بامداداں طلعت نیکوے تو
۴ فرخ آں بیدل، کہ یابد ہر سَحر	از گل و گلزار عالم بوے تو
۵ حیف نبود ما چنیں تشنہ جگر؟	و آب حیواں رائگاں در جوے تو
۶ غمزۂ خوں خوار تو، کرد آں چہ کرد	تاچہ خواہد کرد باما خوے تو
۷ من چو سردر پاے تو اندا ختم	بر سر آیم عاقبت چوں موے تو

(۴)

۱- تُرک: یافث بن نوح (علیہ السلام) کے ایک بیٹے کا نام، مشہور ہے کہ جس کی اولاد سے ترکوں کا سلسلہ جاری ہوا۔ مجازاً سپاہی اور معشوق کے معنی میں استعمال ہے۔ تُرکان: ترک کی جمع۔ ہندو: غلام۔

۲- لَعل: سرخ رنگ کا ایک قیمتی جوہر، مراد محبوب کا سرخ ہونٹ۔ آب حیات: وہ پانی جس کے پینے سے موت نہیں آتی، کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے آب حیات پی کر ہمیشگی پائی۔ خوش تر: بہت زیادہ خوبصورت۔ ماہ تمام: پورا چاند، چودھویں رات کا چاند، عربی میں بَدر کہتے ہیں۔

۳- خُرَّم: تازہ شراب مجازاً بمعنی خوش اورشاد۔ آشکار: کھلا ہوا، بے پردہ۔ بامداداں: صبح۔ طلعَت: چہرہ، دیدار، ملاقات۔ نیکو: اچھا، خوبصورت، حسین۔

۴- فرُّخ: مبارک، سعید، خوش۔ بے دل: عاشق، سَحَر: صبح جمع اَسحار۔

۵- حیف: افسوس۔ چنیں: چوں اور ایں کا مخفف بمعنی ایسا جیسا، اس طرح تشنہ جگر: پیاسا، تشنہ بفتح تا۔ آبِ حیواں: آب حیات۔ رائگاں: بے کار۔ جوی: دریا، ندی، نالا۔

۶- غمزہ: اشارۂ ابرو۔ خوں خوار: خون پینے والا، خون چوسنے والا۔ آں چہ: جو کچھ خو: عادت، خصلت۔

۷- چوں: جب۔ انداختن: ڈالنا، رکھنا۔ عاقبت: انجام، آخرکار۔

۸ ہم بہ بیند جاں جمالِ تو عیاں — چوں نہاں شد در خمِ گیسوے تو
۹ ہر نفس جائے دگر پے گم کنی — تا عراقی رہ نہ یابد سوے تو

(۴)

۱ در صومعہ نہ گنجد رند شراب خانہ — عنقا چگونہ گنجد در کُنجِ آشیانہ؟
۲ سَاقی! بہ یک کرشمہ، بشکن ہزار توبہ — بستاں مراز خود باز (بے خود)، زاں چشم جادوانہ
۳ رہ قلندر رے را، در بزم دُرد نوشاں — بنما قِماریے را، راہ قمار خانہ
۴ تا بشکند چو توبہ، ہر بت کہ می پرستد — تا جاں نہد چوں خرقہ، شکرانہ درمیانہ

۸- جمال: خوبصورتی۔ عیاں: ظاہر، بے
دہ۔ نہاں: پوشیدہ۔ خم: کج، ٹیڑھا پن۔ گیسو:
لف، لپٹے ہوئے لمبے بال۔
۹- ہر نفس: ہر وقت۔ پے گم کردن: نشانِ
رم مٹانا۔ سُو: طرف، جانب۔

(۴)

۱- صومَعہ: بفتح صاد و میم و عین، آتش پرستوں
نصرانیوں کا عبادت خانہ جس کی عمارت کا سر بلند
باریک بناتے ہیں۔ مجازاً اہل اسلام کے عبادت
نہ کو بھی کہتے ہیں۔ گنجد: مضارع از گنجیدن، سمانا۔
: شرابی، آزاد۔ عنقا: بفتح عین، ایک لمبی گردن والا
دہ، بعض کے نزدیک اس کا وجود فرضی ہے اس لیے
اب تک اسے کسی نے نہیں دیکھا، اسے عنقا اس
کہتے ہیں کہ اس کی گردن لمبی ہوتی ہے، فارسی میں
غ کہتے ہیں۔ چگونہ: کیوں کہ کس طرح۔

کُنج: بہ ضم کاف گوشہ، کونا۔ آشیانہ: پرندوں کا گھونسلا۔

۲- کِرِشمہ: بروزن فرِشتہ۔ آنکھ اور بھوں کا اشارہ۔ بشکن: فعل امر از مصدر شکستن: توڑنا ٹوٹنا۔ بستاں: فعل امر از مصدر ستاندن: لینا، حاصل کرنا۔ چشم جادوانہ: جادو بھری آنکھ۔

۳- راہ دادن: راستہ دینا، جگہ دینا، اجازت دینا۔ قلندر: اصل میں یہ لفظ کلندر تھا بمعنی کندۂ ناتراش یعنی بے ڈول لکڑی، نا مہذب، بدتہذیب۔ اصطلاحِ فقرا میں دین و دنیا سے آزاد اور بے پروا آدمی۔ مست فقیر۔ دُرد: وہ چیز جو تہ میں بیٹھ جائے، تلچھٹ، دردنوشاں: تلچھٹ پینے والے۔ بنما: فعل امر از مصدر نمودن، دیکھنا، دکھانا۔ مُقامِر: جوا کھیلنے والا، جواری، حریف۔ قمار خانہ: جوا خانہ۔

۴- جاں نہادن: جاں رکھنا۔ خرقہ: فقیروں کا لباس، گڈری۔

۵ فارغ شود ز ہستی و زنگ خود پرستی — برہم زند زمستی نیک و بد زمانہ

۶ چہ خوش بود صبوحی، در حالتے چنیں خوش — با محرمے موافق، با ہمدمے یگانہ

۷ آوردہ روے در رو، با شاہد شکرلب — برکف مئے صبوحی در سر مئے شبانہ

۸ ساقی شراب دادہ، ہر لحظہ از دگر جام — مطرب سرود گفتہ، ہر دم دگر ترانہ

۹ بادہ حدیث جاناں باقی ہمہ حکایت — نغمہ خروش مستاں، دیگر ہمہ فسانہ

۱۰ نظارہ روے ساقی، نظارگی عراقی! — خم خانہ عشق باقی، باقی ہمہ بہانہ

۱۱ آیا بود کہ بختم یک شب بہ خواب بیند — او در کنار و آں گہ من رفتہ از میانہ

۱۲ در جام بادہ دیدہٴ عکسِ جمال ساقی — و آوازِ او شنیدہ از زخمہٴ چغانہ

۵-فارغ شدن: خالی ہونا، فرصت پانا، بے نیاز ہونا۔ خود پرستی: خود پرستی، خود بینی، غرور، تکبر۔

۶-صبوحی: بفتح صاد صبح کی شراب۔ محرم: راز دار۔ موافق: ہم خیال، موافقت کرنے والا۔ ہمدم: جو ہر وقت ساتھ رہے، رفیق۔ یگانہ: اکیلا، تنہا (اصل میں یک گانہ تھا کاف عربی کثرت استعمال سے گر پڑا)

۷-رو در رو آوردن: آمنے سامنے ہونا۔ شاہد: گواہ، معشوق، محبوب۔ شکر لب: میٹھے ہونٹوں والا، میٹھی باتیں کرنے والا، معشوق۔ کف: ہتھیلی۔ مئے شبانہ: رات کی بچی ہوئی شراب۔ (صبوحی کے ساتھ بھی مے لگا کر مے صبوحی بولا جاتا ہے)

۸۔ مُطرب: گانے والا، گویّا۔ سرود: بہ ضمتین، راگ، نغمہ، گانا۔ ترانہ: لغوی معنی خوبصورت اور حسین جوان اور اصطلاح میں نغمہ اور ایک خاص قسم کی لے یا سُر۔

۹-حدیث: بات۔ خروش: شور، غل، ہنگامہ، مراد آہ و بکا، نالہ، شیون کی آواز۔ فسانہ: مخفف افسانہ، گڑھا ہوا قصہ، بے اصل داستان۔

۱۰- نظارہ: نظر ڈالنا، دیکھنا، عاشق کا معشوق کو دیکھنا۔ (فارسی والے بتشدید ظا استعمال کرتے ہیں) نظارگی: دیکھنا۔ خم خانہ: شراب خانہ، خُم کا معنی مٹکا ہے، جس مین شراب رکھی جاتی تھی اسی اعتبار سے خم خانہ کہا گیا۔

۱۱- آیا بود: کیا ہوسکتا ہے، کیا ممکن ہے۔ کِنار: بکسر، بغل، آغوش۔ میانہ: درمیان۔

۱۲- عکس: پرتو، پرچھائیں۔ زخمہ: [illegible] بجانے کی چیز، لکڑی جس سے باجا بجایا جاتا ہے، مضراب۔ چغانہ: ایک قسم کا باجا۔

۱۳ "مے خانہ حسنِ ساقی مے خوارہ" چشمِ مستش　　"پیمانہ" ہم لب او، باقی ہمہ بہانہ

۱۴ دردیدۂ عراقی جام وشراب و ساقی　　ہر سہ یکے ست، واحول بیند یکے دوگانہ

(۵)

۱ بہ شرارۂ قلندر بزن ار حریف مائی　　کہ نہ ماند بیش مارا، سر زہد و پارسائی

۲ قدح مئے مغانہ، بہ من آر تا بنوشم　　کہ دگر نہ ماند مارا، سر توبۂ ریائی

۳ مے ناب اگر نہ باشد، بہ من آر دُرد تیرہ　　کہ زدردِ تیرہ یابد، دل و دیدہ روشنائی

۴ رہِ خانقہ گرفتم، سرِ مصلحت نہ دارم　　قدح شراب پر کن، بہ من آر چند پائی

۵ نہ زر و نہ سیم دارم نہ دل و نہ دین و دنیا　　منم و حریف و کُنجے ونوائے بے نوائی

۱۳- مے خوارہ: شراب پلانے والا۔ پیمانہ: ناپنے کا آلہ۔ جامِ شراب۔

۱۴- دِیدہ: آنکھ، نگاہ۔ احْوَل: بھینگا، جسے ایک چیز دو نظر آئے۔ دوگانہ: دو، دوہرا۔

(۵)

۱- شرارہ: چنگاری۔ بزن: فعل امر از مصدر زدن مارنا، بجھانا۔ ار: اگر۔ حریف: ہم پیشہ، شریک کار۔ سر: خیال، خواہش، ارادہ۔ زہد و پارسائی: پرہیز گاری۔

۲- قَدَح: بڑا پیالا۔ مئے مُغانہ: مرشدانہ شراب، شراب معرفت۔ مُغ: آتش پرست جمع مغاں، اسی سے پیر مغاں بولا جاتا ہے۔ یعنی آگ کا پجاری، آتش پرستوں کا پیشوا، صوفیوں کی اصطلاح میں مرشد کامل، ہادی برحق، سالک۔ بہ من آر: میرے پاس لا، مجھے دے۔ توبۂ ریائی: دکھاوے کی توبہ۔

۳- مے ناب: خالص اور اصلی شراب، صاف ستھری شراب۔ درد تیرہ: سیاہ تلچھٹ۔ روشنائی: روشنی۔

۴- خانقہ: مخفف خانقاہ (مُعَرّب خانہ + گاہ) درویشوں اور مشائخ کے رہنے کی جگہ جس میں وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر رہتے ہیں۔ چند پائی: چند، کلمۂ استفہام۔ پائی، مضارع از مصدر پائیدن ٹھہرنا۔ چند پائی، کب تک انتظار کرے گا۔ کب تک رکا رہے گا۔

۵- زر: سونا۔ سیم: چاندی۔ منم: مخفف من + ام نوا: آواز۔ بے نوائی: فقیری، بے سروسامانی۔

۶ نیم اہل زہد وتقوی، بہ من آر، ساغرِ مے
که به صدق توبه کردم ز عبادت ریائی

۷ تو مرا شراب درده، که ز زہد توبه کردم
ز صلاح چوں نه دیدم جز لاف وخودنمائی

۸ چوں زبادہ مست گشتم، چه کلیسا و چه کعبه
چو به ترک خود گرفتم، چه وصال و چه جدائی

۹ به قمار خانه رفتم، همه پاک باز دیدم
چو به صومعه گذشتم، همه یافتم دغائی

۱۰ چو شکست توبۂ من، مشکن تو عهد ہاے
به منِ شکسته دل گو که چگونه ای، کجائی

۱۱ به طواف کعبه رفتم، به حرم رہم نه دادند
که، برو، تو خود که باشی، که درونِ خانه آئی

۱۲ در دیرِ می زدم سر، ز دروں ندا بر آمد
که "بیا بیا عراقی! تو ز خاصگان مائی"

⊙⊙⊙

۶- نیم: مخفف نه+ ام۔ زہد وتقوی: پرہیز گاری۔ ساغر: شراب کا پیالا۔ صِدق: سچی۔

۷- در دِه: در زائد ہے دِه: فعل امر عطا کر۔ صلاح: درستگی۔ جز: علاوہ۔ لاف: ڈینگ، لن ترانی، شیخی۔ خودنمائی: شیخی، نمائش، تکبر۔

۸- ترکِ خود گرفتن: بے خودی اختیار کرنا۔

۹- دغائی: مکار، فریبی۔

۱۰- چگونه اِی: تو کیسا ہے، تیرا کیا حال ہے۔ کُجائی: تو کہاں ہے۔

۱۱- طواف: چکر لگانا، گھومنا۔ رہم نه دادند: مرا راہ نه دادند۔ درون: اندر۔

۱۲- دیر: بفتح دال راہبوں کا عبادت خانہ، بت خانہ۔ خاصگان: خاص کی جمع مخصوص لوگ۔

⊙⊙⊙

شیخ سعدی شیرازی

وفات ــــــــــــــ ۱۲۹۲ء

فارسی زبان کے جن ادیبوں اور شاعروں کو آفاقی شہرت حاصل ہوئی ان میں شیخ سعدی کا نام سرفہرست ہے۔ کیا نثر اور کیا نظم دونوں ہی میں ان کے نام کا سکہ چلتا ہے۔ ان کی تصانیف کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں ایسا قبول عام حاصل ہوا کہ ایشیا اور یورپ کی متعدد زبانوں میں ان کے بہ کثرت ترجمے کیے جا چکے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ غزل کی دنیا میں انہیں "پیغمبر سخن" مانا جاتا ہے۔ ان کی شاعری جذبات سے لبریز، قوت تخیل سے بھرپور اور پیرایۂ ادا کے لحاظ سے بڑی دلکش ہے زبان کی سادگی اور صداقت بیان سے کلام میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ عشق کے واردات کا بیان فارسی شعرا میں پہلے پہل سعدی کی غزلوں میں نظر آتا ہے۔ ان کے لافانی شاہکار ہیں۔

(۱)

۱ سرمست اگر درآئی عالم بہم برآید ‌ ‌ خاک وجود مارا گرد عدم برآید

۲ گر پرتوے ز رویت در کنج خاطر افتد ‌ ‌ خلوت نشین جاں را آہ از حرم برآید

۳ گل دستۂ امیدے بر دست عاشقاں نہ ‌ ‌ تا رہ روانِ غم را خار از قدم برآید

(۱)

۱- سرمست: متوالا، نشہ میں چور، مست۔ درآئی: مضارع از مصدر درآمدن: داخل ہونا، رونما ہونا۔ بہم برآمدن: تباہ و برباد ہونا۔ عدم: نیستی۔ برآمدن: باہر نکلنا، اوپر چڑھنا۔

۲- پرتو: عکس، جھلک۔ رویت: تیرا چہرہ۔ کنج: کونا، گوشہ۔ خاطر: دل۔ خلوت نشین: تنہائی میں بیٹھنے والا۔ آہ: کلمۂ افسوس، درد۔ حرم: نہاں خانہ۔

۳- نہ: فعل امر از مصدر نہادن رکھنا۔ رہ رواں: راہ رواں کا مخفف رستہ چلنے والے۔ خار: کانٹا۔

۴ گفتم بہ کام روزے "با تو دمے بر آرم" — آں کام بر نیامد، ترسم کہ دم بر آید

۵ عاشق بہ گشتم، ارچہ دانستہ بودم اول — کز تخم عشق بازی، شاخ ندم بر آید

۶ گویند، دوستانم سودا و نالہ از چیست — من کہتا ہوں سوداز عشق خیزد، نالہ زغم بر آید

۷ دل رفت و صبر و دانش ما ماندہ ایم و جانے — گر غم تو باشد ایں نیز ہم بر آید

۸ سعدی زسوز سینہ ہر دم چناں بنالد — کز عشق سوزناکش دود از قلم بر آید

(۲)

۱ من چوں تو بہ دل بری نہ دیدم — گل برگ چنیں طَری نہ دیدم

۲ مانند تو آدمی در آفاق — ممکن نہ بود، پَری نہ دیدم

۳ ویں بو العجبی و چشم بندی — در صنعت سامری نہ دیدم

۴- کام: مقصد۔ با تو دمے بر آرم: تھوڑی دیر ترے ساتھ گزاروں۔ کام بر نیامد: مقصد پورا نہیں ہوا۔ دم: جان۔

۵- ارچہ: اگرچہ۔ کز: کہ از کا مخفف۔ تخم: بیج۔ ندم: ندامت۔ شرمندگی۔

۶- سودا: دیوانگی، محبت، عشق۔ نالہ: آہ و فریاد، شور۔

۷- دانش: عقل۔ ماندن: رہنا

۸-: سوز: جلن۔ نالد: مضارع از مصدر نالیدن: رونا۔ فریاد کرنا۔ سوزناک: نہایت جلن والا۔ دود: دھواں۔

(۲)

۱- دِل بَر: دل لے جانے والا، معشوق۔ گل برگ: پنکھڑی، ترکیب مقلوبی۔ طَری: نیا، تازہ۔

۲- مانند: بفتح نون اول، حرف تشبیہ، مثل، جیسا، ویسا۔ آفاق: اُفق کی جمع، کنارۂ آسماں بمعنی دنیا، جہان اس معنی میں فارسی والوں نے مفرد استعمال کیا ہے۔ پری: اڑنے والی افسانوی یا جنّی عورت جو بہت حسین و جمیل خیال کی جاتی ہے۔ مراد خوبصورت، نازک۔

۳- ویں: و ایں کا مخفف۔ بوالعجبی: شعبدہ بازی، بازی گری، حیرت انگیزی۔ چشم بندی: نظر بندی، آنکھوں کی ساختگی۔ صنعت: کاریگری، ہنر سامری: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ایک جادوگر جو شہر سامرہ کا رہنے والا تھا، جس نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ایک بولنے والا گوسالہ بنا کر گمراہ کیا تھا۔

۴ باروے تو ماہ آسماں را — امکانِ برابری نہ دیدم
۵ لعلے چولب شکر فشانت — در کُلبۂ جوہری نہ دیدم
۶ چوں دُرِ دو رشتۂ دہانت — در نظم سخنوری نہ دیدم
۷ وَیں پردۂ راز پارسایاں — چنداں کہ تو می دری نہ دیدم
۸ دیدم ہمہ دلبرانِ آفاق — چوں تو بہ دلاوری نہ دیدم
۹ جورے کہ تو می کنی در اسلام — در ملت کافَرِی نہ دیدم
۱۰ سعدیؔ تو نہ مرد خانقاہی — من چوں تو قلندری نہ دیدم

(۳)

۱ بہ خدا اگر بمیرم کہ دل از تو برنہ گیرم — بروائے طبیبم! از سر، کہ دوانہ می پذیرم

۴-ماہ: چاند۔ اِمکان: ہوسکنا، ممکن ہونا۔
۵-لعلے: یائے تنکیر، ایک سرخ قیمتی پتھر۔
...ب شکر فشاں: میٹھی بات کرنے والا ہونٹ، لب ...یریں سخن۔ کُلبہ: چھوٹا سا گھر، دوکان، دوکان کا ...وشہ۔ جوہری: جواہرات فروش۔
۶-دُر: موتی۔ دربول کر محبوب کا دانت مراد ...یتے ہیں۔ دورشتہ: دولڑیاں۔ دَہان: بہ فتح منہ۔ ...ن ور: شاعر۔
۷-راز: بھید۔ پارسایاں: جمع پارسا بمعنی ...ہیز گار۔ چنداں کہ: جتنا کہ، جس قدر کہ، جیسا ...ہ۔ می دری: فعل حال از مصدر دریدن، پھاڑنا، ...ک کرنا۔

۸-دلاوری: بہادری، شوخی، بے باکی۔
۹-جور: ظلم، ستم۔ ملت: مذہب۔ کافر: بے دین، معشوق، اہل فارس اور اردو والوں نے اسے بفتح فا باندھا ہے اور معتبر، برابر اور کوثر وغیرہ کے ساتھ قافیہ روا رکھا ہے۔
۱۰-مرد خانقاہی: صوفی منش۔

(۳)

۱-بہ خدا: خدا کی قسم۔ برنہ گیرم: مضارع منفی معروف از مصدر برگرفتن، جدا کرنا۔ بروائے طبیبم از سر: اصل میں "بروائے طبیب از سرم" ہے یعنی اے طبیب! میرے سرہانے سے چلے جاؤ۔

۲ ہمہ عمر با ظریفاں بہ نشستمے و خوباں | تو بخواستی و نقشت بہ نشست در ضمیرم
۳ مَدِہ اے حکیم! پندم کہ بہ کار در نہ بندم | کہ ز خویشتن گریزست و ز دوست ناگریرم
۴ برواے! سپر ز پیشم کہ بجاں رسید پیکاں | بگذار تا بہ بینم، کہ ہمی زند بہ تیرم
۵ تو در آئینہ نظر کن حرکات خویشتن را | بزبان خود بگوئی کہ بہ حسن بے نظیرم
۶ نہ نشاط بوستانم نہ ہوائے دوستانم | برویداے رفیقاں! بہ سفر کہ من اسیرم
۷ تو بخواب خوش بیاسائےؔ و بہ عیش و کامرانی | کہ نہ من غنودہ ام دوش و نہ خلق از نفیرم
۸ نہ توانگراں بہ بخشند فقیر ناتواں را؟ | نظرے کن اے توانگر کہ بدیدنت فقیرم

۲-ظریفاں: جمع ظریف، زیرک آدمی، خوش طبع، زندہ دل۔ خوباں: جمع خوب، (اچھا، بہتر) حسین، معشوق، نقشت: دراصل ''نقش تو'' ہے، یعنی تیری تصویر۔ ضمیر: دل۔

۳-مَدِہ: فعل نہی از مصدر دادن: دینا۔ پند: نصیحت۔ حکیم: عقل مند، دانشمند، ناصح۔ درنہ بندم مضارع منفی معروف از در بستن: اصلاح کرنا۔ کار در نہ بندم: عمل میں نہ لاؤں گا، اصلاح قبول نہ کروں گا۔ گریز: فرار حاصل مصدر از گریختن، بھاگنا۔ ناگزیر: ضرور، لازم۔

۴-سِپَر: بہ کسر و فتح ثانی، ڈھال۔ پیکان: تیر، برچھی کی انی۔ بگذار: چھوڑ، ہٹ جا، از مصدر گذاشتن۔ کہ: کون۔ کہ ہمی زند بہ تیرم: اس عبارت کا بزبان فارسی یہ مفہوم ہے، کدام کس مرا بہ تیر ہمی زند۔

۵- حرکات: ادائیں۔ بے نظیر: بے مثال، لاجواب۔

۶-نشاط: بفتح نون، خوشی و شادمانی اور بہ کسر نون اس معنی میں غلط ہے، نون کے کسرہ کے ساتھ نشاط، نشیط کی جمع ہے بمعنی شادماں جیسے کریم کی جمع کرام۔ ہوا: خواہش۔ اسیر: قیدی۔

۷- خواب خوش: اچھی نیند، میٹھی نیند۔ بیاسائے: فعل امر از مصدر آسودن و آسائیدن: آرام کرنا، آرام پانا۔ عیش: آرام۔ کامرانی: خوش نصیبی۔ غنودن: اونگھا۔ دوش: گذشتہ رات۔ خلق: مخلوق۔ نفیر: فریاد، نالہ۔

۸-توانگر: صاحب قوت، یہاں مراد محبوب ہے۔ یہ مرکب ہے تواں بہ معنی طاقت اور گر کلمۂ نسبت سے، بہ معنی مالدار مجاز ہے۔ اس لفظ کو الف کے بغیر لکھنا خطا ہے اور پڑھنا جائز۔ ناتواں: کمزور۔ دیدنت: حالت مفعولی میں ہے۔ بہ دیدنت فقیرم: تیرے دیدار کا محتاج ہوں۔

۹ اگرم چو عود سوزی تن من فدائے جانت — کہ خوش است عیش ہردم بہ روائح عبیرم
۱۰ نہ تو گفتۂ کہ سعدی نہ برد ز دست تو جاں — نہ بہ خاک پایت اے جاں! چوں تو ام کشی بمیرم

(۴)

۱ برمی زند ز مشرق شمعِ فلک زبانہ — اے ساقیِ صَبوحی! درده مئے شبانہ
۲ عقلم بہ دزد لختے، چند اختیار دانش — ہوشم ببر زمانے، تا کے غمِ زمانہ
۳ گر سنگِ فتنہ بارد فرقِ منش سِپَر کن — ور تیر طعنہ آید جانِ منش نشانہ
۴ آں کوزہ بر کفم نِہ کاب حیات دارد — ہم طعم نار دارد، ہم رنگ ناردانہ

۹- اگرم: اگر تو مرا، عود: سیاہ رنگ کی ایک خاص لکڑی جو آگ پر جلانے سے خوشبو دیتی ہے۔ فِدا: قربان۔ روائح: رائحہ کی جمع بمعنی بو، مگر خوشبو کے معنی مین استعمال ہے۔ عبیر: ایک خوشبودار سفوف جو مشک، گلاب اور صندل وغیرہ سے تیار ہوتا ہے اور کپڑوں پر چھڑکا جاتا ہے۔

۱۰- بَرد: مضارع از مصدر بُردن: لے جانا، لینا، جیتنا، بچانا۔ چوں: اگر۔ کُشی: مضارع صیغہ واحد حاضر، صیغہ واحد غائب، کُشَد از مصدر کشتن: مار ڈالنا۔

(۴)

۱- برمی زند: فعل حال از مصدر۔ برزدن: نکالنا، اٹھانا، بلند کرنا۔ زبانہ: شعلہ، لو۔ زبانہ برزدن: شعلہ نکالنا، لپٹ مارنا۔ مشرق: پورب۔ شمع فلک: آفتاب، سورج۔ شبانہ: رات کی سی شراب۔

۲- عقلم: بہ حالت مفعولی۔ بہ دزد: فعل امر از مصدر دُزدیدن: چُرانا۔ لختے: تھوڑا سا، قدرے۔ چند: کتنا، کب تک۔ ہوشم: بحالت مفعولی۔ بِبَر: بکسر اول فعل امر از مصدر بُردن۔ زمانے: تھوڑی دیر، تا کے: کب تک۔

۳- سنگ: پتھر۔ بارد: فعل مضارع از مصدر باریدن، برسنا، برسانا۔ فرق: بفتح اول وسکون دوم و قاف، سر کے بالوں کے درمیان کی کشادگی جسے مانگ کہتے ہیں اور سر کے معنی میں بھی استعمال ہے۔ فرق منش: اس فقرہ میں ''ش'' اش کا مخفف ہے بمعنی اس کے لیے ایسے ہی جان منش میں ''ش'' بمعنی اس کے لیے۔ سپر: ڈھال (تلوار کی ضرب سے حفاظت کا ایک قدیم سامان جنگ) طعنہ: لعنت، ملامت۔

۴- کوزہ: دستہ دار برتن، پانی پینے کا برتن، آب خورہ۔ بر کفم نہ: میرے ہاتھ پر رکھ۔ کاب حیات: در اصل ''کہ آب حیات'' ہے۔ طعم: بہ فتح طا مزہ، لذت، بہ ضم طا، خوراک۔ نار: آگ۔ ناردانہ: دانۂ انار۔

۵ صوفی چگونہ گردد، گر دِ شراب صافی کنجشک را نہ گنجد عنقا در آشیانہ

۶ گر مَے بہ جاں دہندت، بستاں کہ پیش دانا زآبِ حیات خوش تر خاک شراب خانہ

۷ دیوانگاں نہ ترسند از صولت قیامت نہ شکوہد اسپ چوبیں از شِیبِ تازیانہ

۸ صوفی و کنج خلوت، سعدی و طرف صحرا صاحب ہنر نہ گیرد بر بے ہنر بہانہ

(۵)

۱ اے سرو حدیقۂ معانی! جانی و لطیفۂ جہانی

۵- صوفی: بالوں کا کپڑا پہننے والا، موٹا جھوٹا کپڑا استعمال کرنے والا۔ اس لیے کہ صوف کا معنی اون اور بال کے ہے، فقیروں کی اصطلاح میں صوفی وہ شخص ہے جو اپنے دل میں خدا کے سوا کسی کا خیال نہ آنے دے اور اپنے دل کو دنیا کی آلائش سے پاک رکھے، مردحق شناس۔ چگونہ: کیسے۔ گردد: مضارع از گردیدن بہ معنی پھرنا۔ گرد: بکسر اول، چاروں طرف، اردگرد، آس پاس۔ کنجشک: بہ ضم کاف و کسر جیم وسکون مابقی بمعنی چڑیا گوریا۔ برہان قاطع میں بہ کاف فارسی گنجشک ہے۔

گنجد: مضارع از مصدر گنجیدن سمانا۔ آشیانہ: پرندوں کا گھونسلا، انسان کے مکان کی چھت۔

۶- بہ: برائے، عوض۔ بستاں: فعل امر از مصدر ستاندن، لینا۔ دانا: عقل مند۔ زاب حیات: اصل میں ''از آب حیات'' ہے۔

۷- دیوانگان: دیوانہ کی جمع، پاگل، باولا۔ صولت: دبدبہ، رعب، ہیبت۔ نہ شکوہد: فعل مضارع منفی معروف از شکوہیدن بہ ضم شین قرشت و کاف اپنی عظمت کا اظہار کرنا، ڈرنا۔ اور بہ کسر شین قرشت، ڈرنا۔ (غیاث اللغات) چوبیں: منسوب بہ چوب، لکڑی کی چیز۔ اسپ چوبیں: لکڑی کا گھوڑا، کٹھ گھوڑوا۔ شِیب: بکسر و یاے معروف، وہ باریک تسمہ جو کوڑے کے سرے پر باندھتے ہیں تاکہ مارتے وقت آواز پیدا ہو۔ تازیانہ: کوڑا۔

۸- کنج خلوت: تنہائی کا گوشہ۔ طرف: کنارا، جانب۔ صحرا: جنگل، ریگستان۔ ہنر: کاری گری، فن۔ صاحب ہنر: کاری گر، فن کار۔ گیرد: مضارع از مصدر گرفتن، لینا، پکڑنا۔ اختیار کرنا۔

(۵)

۱- سرو: بہ فتح اول وسکون ثانی، ایک سیدھے مخروطی خوشنما درخت کا نام اس کے قامت کو معشوق کے قد سے تشبیہ دیتے ہیں اور معشوق کے معنی میں بھی استعمال ہے۔ حدیقہ: باغ، حدیقہ اس باغ کو کہتے ہیں جس کے اردگرد دیواریں ہوں یا لکڑی اور کانٹے سے احاطہ کیا ہوا ہو۔ معانی: حقیقت۔ لطیفہ: اچھی چیز، اچھی بات، خوبی۔

۲ پیش تو بہ اتفاق مردن	خوش تر کہ پس از تو زندگانی
۳ چشمان تو، سحر اولین اند	تو فتنۂ آخر الزمانی
۴ چوں اسم تو درمیانہ آید	گوئی کہ بہ جسم درمیانی
۵ آں راکہ تو از سفر بیائی	حاجت نہ بود بہ ارمغانی
۶ گرز آمد نت خبر بیارند	من جاں بدہم بہ مژدگانی
۷ دفع غم دل نہ می تواں کرد	اِلّا بہ امید شاد مانی
۸ گر صورتِ خویشتن بہ بینی	حیراں بہ جمال خود بمانی
۹ گر صلح کنی، لطیف باشد	در وقت (ایام) بہارِ مہربانی
۱۰ سعدیؔ خط سبز دوست دارد	پیرامن خدِّ ارغوانی
۱۱ ایں پیر نگر کہ ہم چنانش	از یاد نہ می رود جوانی

⊙⊙⊙

۲- بہ اتفاق: اچانک۔ پس: پیچھے، بعد۔

۳- سحر اولین: روز اول کا جادو۔ سحر، بکسر سین وسکون حا، جادو۔ بہ فتحتین بمعنی صبح۔

۴- درمیانہ آید: یعنی درمیان گفتگو آید۔

گوئی: مضارع صیغۂ خطاب از گفتن اور مجازاً تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے۔

۵- ارمغاں: تحفہ، سوغات۔

۶- مُودگانی: وہ نقد یا جنس جو خوشخبری پہنچانے والے کو دیں، خوشخبری لانے والے کا انعام۔

۷- دفع: بہ فتح دال وسکون فا، دور کرنا، ہٹانا۔

اِلا: مگر۔

۸- جمال: خوبصورتی۔ مانی: مضارع از مصدر ماندن، رہنا۔

۹- صلح: بہ ضم صاد وسکون لام۔ ملاپ، دوستی۔

۱۰- خط سبز: سبزہ جو نوجوانوں کے چہرے پر اگتا ہے، ریکھیں۔ دوست دارد: پسند کرتا ہے۔

پیرامن: اردگرد۔ خد: گال، رخسار۔ ارغوانی: سرخ یا نارنجی رنگ والا۔

۱۱- نگر: فعل امر از مصدر نگریستن، دیکھنا۔

ہم چناں: اسی طرح۔ (ابھی تک)

امیر خسرو دہلوی

ولادت: ۶۵۱ھ/۱۲۵۳ء ———— وفات: ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء

ہندوستان کے فارسی گوشعرا میں امیر خسرو کا نام سرِ فہرست ہے انھوں نے شاعری کی تمام اصناف پر طبع آزمائی کی، لیکن غزل اور مثنوی میں ان کا مخصوص انفرادی رنگ نمایاں ہے۔ سعدی کی طرح واردات عشق و محبت کا بیان، زبان کی سادگی، صفائی اور اثر آفرینی خسرو کی امتیازی خصوصیات ہیں تصوف کا رنگ بھی نمایاں ہے۔ ان کی شخصیت بڑی جامع کمالات تھی۔ عربی و فارسی، ترکی اور سنسکرت زبانوں پر بڑا عبور حاصل تھا۔ موسیقی میں ان کے کمالات ایسے تھے کہ آج تک لوگ ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں انہوں نے تقریباً اکیس نئے راگ ایجاد کیے، بانوے کتابیں تصنیف کیں۔ وصف نگاری، جدتِ اسلوب، واقعہ نگاری، مضمون آفرینی، نئی تشبیہات، صنائع و بدائع کا استعمال اور نئی نئی صنعتوں کی ایجادات میں خسرو اپنی نظیر آپ تھے۔ قصیدوں میں بھی خسرو جدّت پسندی پر مائل نظر آتے ہیں۔

(۱)

(۱) اے زخیال ما بروں در تو خیال کے رسد
باصفت تو عقل را لاف کمال کے رسد

(۲) گر ہمہ مردم و ملک، خاک شوند بر درت
دامنِ عزت ترا، گردِ ملال کے رسد

---

(۱)

۱۔ بروں: بہ کسر اول مخفف از بیروں بمعنی باہر، دروں کا مقابل۔ خیال: تصور، ذہنی قوت۔ کے رسد: کیسے پہنچ سکتا ہے۔ صفت: خوبی۔ لاف: شیخی، ڈینگ۔ کے رسد: کب حق پہنچتا ہے۔

۲۔ ملک: بہ فتح میم ولام، فرشتہ۔ گرد ملال: رنج اور ملال کی گرد۔

(۳) کنگرِ کبریاے تو ، ہست فراز لامکاں
دامنِ عزت ترا، گرد ملال کے رسد

(۴) بردر بے نیازیت، صد چو حسین کر بلا
تشنہ بماند برگذر تا بہ زلال کے رسد

(۵) ہست بہ تخت گاہ دل، جلوۂ قرب روز وشب
لیک بہ جلوۂ چناں ، چشم خیال کے رسد

(۶) زاں چمنے کہ بلبلش ، روح قدس نہ می سزد
گلخنیانِ خاک را بوے وصال کے رسد

(۷) توسنِ چابکاں سبک، عرصۂ کوے نیکواں
آں کہ فتادمرکبش ، بر سرِ حال کے رسد

(۸) حربۂ ردِّ عاشقاں ، بر سر خوں می سزد
راہ روان پاک را ، لوث و بال کے رسد

۳- کنگر: بہ ضم اول وثالث، (قبل "ن" کاف عربی وبعد "نون" کاف فارسی) کنگرہ کا مخفف ہے بمعنی عمارت کی برجی، گنبد۔ کبریا: اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام، بزرگی ، بڑائی ،عظمت۔ فراز: بلندی۔ طائر: پرندہ، چڑیا، مرادروح ہے۔ آں ہوا: یعنی فضاے لامکاں۔

۴- بے نیازی: بے پروائی ، بے حاجتی۔ برگزر: راہ، گزرگاہ۔ زُلال: صاف میٹھا پانی۔

۵- تخت گاہ: آستانہ، دار الحکومت۔ جلوہ: نظارہ، نمائش۔ قرب: نزدیکی، قربت۔ لیک: لیکن۔

۶- چمن: باغ، گلستاں۔ روح قدس: پاک روح ، جبرئیل علیہ السلام۔ نہ می سزد: فعل حال از سَزیدن، لائق ہونا۔ گلخنیان: گلخن گل خانہ کا مخفف ہے بمعنی انگیٹھی، چولہا، کوڑا پھینکنے کی جگہ، راکھ، مٹی۔ گلخنیانِ خاک: یعنی مٹی سے پیدا شدہ۔ خاک کے پتلے۔

۷-توسن: بہ فتح تا، گھوڑا۔ چابکاں: چابک کی جمع، چالاک، چست۔ سَبک: بہ فتح اول وضم ثانی، تیز رفتار، ہلکا۔ عرصہ: میدان: مرکب: سواری۔

۸- حربہ: ہتھیار۔ چھوٹا نیزہ، لوث: آلودگی۔ وبال: مصیبت، پریشانی۔

(۹) آیت رحمت از حرم ، ہست براہِ حاجیاں
خسروِ بت پرست را، جز خط وخال کے رسد

(۲)

(۱) دلم در عاشقی آوارہ شد، آوارہ تر بادا
تنم از بے دلی، بے چارہ شد، بے چارہ تر بادا

(۲) رخت تازہ ست و بہر مردن خود تازہ تر خواہم
دلت خارہ ست بہر کشتن من خارہ تر بادا

(۳) گر اے زاہد دعاے خیر می گوئی، مرا ایں گو
کہ آں آوارۂ کوے بتاں، آوارہ تر بادا

(۵) دل من پارہ گشت از غم، نہ زاں گونہ کہ بہ گردد
وگر جاناں بدیں شاد ست، یارب پارہ تر بادا

۹- آیت رحمت: رحمت کی نشانی۔ حرم: خانۂ کعبہ کے ارد گرد ایک محدود رقبہ جس میں کسی جاندار کی جان مارنے کی اجازت نہیں۔ حاجیاں: حاجی کی جمع۔ بت پرست: مراد عاشق۔ خط: ریکھ۔ خال: تل، جمع خِیلان۔

(۲)

۱- آوارہ شدن: آوارہ ہونا، پریشان ہونا، رِند اور بدمست ہونا۔ بے دلی: عاشقی۔ بے چارہ: لاعلاج، مجبور۔ تازہ: کِھلا ہوا۔

۲- تازہ: نیا، تر۔ خارہ: سخت پتھر۔

۳- زاہد: عبادت گزار۔ آوارۂ کوے بتاں: محبوبوں کی گلی کے پھیرے لگانے والا۔

۴- پارہ گشتن: ٹکرے ٹکرے ہونا۔ گونہ: قسم، طرح، رنگ، ڈھنگ۔ بہ گردد: اچھا ہو جائے۔ جاناں: محبوب۔ شاد: خوش، خرم۔

۵- خوں خواری: خون پینا، قتل کرنا۔ خلق: مخلوق۔ بہ جاں آمدن: پریشان ہونا، تنگ ہونا۔ معرض ہلاکت میں ہونا، نہایت تکلیف میں ہونا۔ خوں خوارہ: خون پینے والا۔

(۶) ہمہ گویند کز خونخواریش، خلقے بجاں آمد
من ایں گویم کہ بہر جان من خونخوارہ تر بادا

(۷) چو با تردامنی خو کرد خسرو بادو چشم تر
بہ آب چشم مژگاں، دامنش ہموارہ تر بادا

(۳)

(۱) چہ بلااست ازدو چشمت نظر نیاز کردن
مژہ را کشادہ دادن، در فتنہ باز کردن

(۲) چو کمال صُنع بے چوں، زجمال تست پیدا
نہ تواں حدیث عشقت زرہ مجاز کردن

(۳) ہمہ خواب مردماں شد بہ دو دیدہ تلخ یارب
زکجات گشت شیریں، حرکات ناز کردن

(۴) چہ خوش است باتو خلوت، کہ دہد سرشک خونیں
زخراش دل گواہی بہ زبان راز کردن

۶۔ تردامنی: آنسوؤں سے دامن بھیگا رکھنا۔ گنہ گاری، بدنامی۔ خوکردن: عادت بنالینا، عادی ہونا۔ مژگاں: جمع مژہ بہ کسر میم پلکیں۔ ہموارہ: ہمیشہ

(۳)

۱۔ چہ بلااست: کیا ہی مصیبت ہے، کتنی بڑی مصیبت ہے۔ نیاز: حاجت، احتیاج، آرزو، تمنا، خواہش، اظہار محبت۔

۲۔ صُنع: بہ ضم صاد، کاری گری، نیکی کرنا۔ بے چوں: بے مثل، لاثانی یعنی اللہ تعالیٰ۔ حدیث: بات۔ مجاز: وہ کلمہ جو اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہ ہو۔

۳۔ دیدہ: آنکھ۔ حرکات ناز کردن: ناز کی ادا دِکھانا۔ ناز و نخرے کرنا، نثری عبارت یہ ہے، یارب! دردو دیدۂ ہمہ مردماں خواب تلخ شد۔ اے محبوب! تراحرکات ناز کردن از کجا شیریں گشت۔

۴۔ چہ خوش است: کیا ہی بہتر ہے، کتنا اچھا ہے۔ خلوت: تنہائی۔ سرشک: بہ کسر تین، آنسو، قطرہ۔ خراش: زخم۔

(۵) مرا بہ جفات دل نہادم، بکن آں چہ می توانی
چہ کنم نہ می توانم، زتو احتراز کردن

(۶) بہ ہوس فدا کنم جاں بہ درت، کہ نیست عارے
پسر سبکتگیں را ہوسِ ایاز کردن

(۷) صف عاشقاں ست ایں جادہ اے فقیہ زحمت
کہ بہ شہر بت پرستاں نہ تواں نماز کردن

(۸) چہ بود متاع خسرو، کہ کند نثار جاناں
مگسے چہ طعمہ راند بہ دہان باز کردن

(۴)

(۱) اے غمزۂ خوں ریز تو خونم بہ افسوں ریختہ
افسون چشم کافرت زیں گونہ صد خوں ریختہ

۵- جفا: ظلم وستم۔ دل نہادن: دل لگانا۔ قبول کرنا۔ احتراز: پرہیز، کنارہ کش ہونا، بچنا۔

۶- ہوس: آرزو، شوق، خواہش۔ فدا کردن: قربان، کرنا، عار: شرم، ننگ۔ سبک تگیں: بہ ضمتین وتائے فوقانی مکسور و کاف فارسی، سلطان محمود غزنوی کے باپ کا نام، بعض محققین نے لکھا ہے کہ تائے فوقانی کے فتحہ کے ساتھ تیز قدم کے معنیٰ میں ہے۔ (غیاث اللغات) ایاز: سلطان محمود غزنوی کے محبوب غلام کا نام۔

۷- صف: قطار، جماعت۔ فقیہ: قانون شریعت کا جاننے والا، عالم۔

۸- متاع: سامان، پونجی، جمع اَمتِعَہ۔ مگس: مکھی۔ طعمہ: خوراک، روزی۔ راند: مضارع از راندن۔ ہانکنا، چلانا۔ (مراد دینا)

(۴)

۱- غمزہ: اشارۂ ابرو، نازوادا۔ خوں ریز: خون بہانے والا۔ قاتل ادائیں، افسوں: جادو، سحر۔ ریختن: بیٹنا، چھڑکانا، بہانا۔

(۲) نے سروِ اے شاخِ رطب، کاں قامت زیبا سلب
ازنقرۂ خام اے عجب، نخلے است موزوں ریختہ

(۳) تا ہر کہ باشد یار تو بے خود شود در کار تو
اے زیر لب گفتار تو، در بادہ افیوں ریختہ

(۴) آہے کہ گردوں چند گہ، می داشت در رویم نگہ
زیں ہر دو چشم روسیہ، ایں گوشہ اکنوں ریختہ

(۵) ہر جا کہ اشکم تاختہ، آہم علم افراختہ
ہاموں زدریا ساختہ، دریا بہ ہاموں ریختہ

(۶) خواہم بہ پرم بر سما کز جور او گردم رہا
صد گو نہ بارانِ بلا گردد ز گردوں ریختہ

۲- نے: بہ کسر نون، علامت نفی غیر مشتقات اور صفات کے لیے، نہیں، نہ۔ رطب: بہ ضم را و فتح طا، پختہ تازہ کھجور۔ شاخ رطب: کھجور کی شاخ۔ کاں: اصل میں "کہ آں" ہے کہ بمعنی بلکہ۔ قامت: قد۔ زیبا: خوب آراستہ، خوب صورت۔ سلب: بہ فتحتین، کھینچا ہوا، اچک لیا ہوا۔ نُقرۂ خام: بہ ضم کچی چاندی، خالص چاندی۔ نخل: کھجور کا درخت۔ موزوں: مناسب۔
۳- بے خود: جس نے ہوش و حواس کھو دیا ہو۔ کار: مراد عشق۔ افیون: افیم، تریاک، ایک قسم کا نشہ آور مادّہ، جو ایک پھل کا دودھ ہے۔
۴- گردوں: آسمان۔ چند گہ: کئی بار، بار بار۔ روسیہ: روسیاہ کا مخفف، گنہ گار۔
۵- ہر جا: جس جگہ، ہر جگہ۔ تاختن: دوڑنا، دوڑانا، حملہ کرنا۔ آہ: کلمۂ افسوس، درد، ہائے۔ علم: جھنڈا۔ افراختن: بلند کرنا، کھڑا کرنا۔ ہاموں: میدان، جنگل، ریگستان۔
۶- پرم: اڑ جاؤں۔ گردم: فعل مضارع از گردیدن، پھرنا، ہونا۔ باران: بارش۔

(۷) اے کردہ خسرو را زبوں! ہرگز نہ پرسیدی کہ چوں
خوں کردہ دل را در دروں وز دیدہ بیروں ریختہ

(۵)

(۱) اثرے نہ ماند باقی زمن اندر آرزویت
چہ کنم کہ سیر دیدن نہ تواں رخِ نکویت

(۲) ہمہ روز گرد کویت، ہمہ شب بر آستانت
غرضے جز ایں نہ دارم، کہ نظر کنم بہ رویت

(۳) پس ازیں بہ دیدہ خواہم بہ طواف کویت آمد
کہ بہ سود تا بہ زانو قدمم بہ جستجویت

(۴) بہ وفا کہ در پذیری کہ من از پئے وفایت
دل خوں گرفتہ کردم، خورش سگان کویت

(۵) خرد و ضمیر و ہوشم، دل و دیدہ نیز ہم شد
زہمہ خیال خالی، بہ جز از خیال رویت

۷-زبوں: برا، پریشان، تباہ و برباد۔ ہرگز نہ پرسیدی کہ چوں: کبھی نہیں پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے۔ دروں: اندر۔ وزدیدہ: اصل میں واز دیدہ ہے دیدہ بمعنی آنکھ۔

(۵)

۱۔اثر: نشان۔ سیر دیدن: بہ کسر سین، جی بھر کر دیکھنا۔ نکو: بہ کسر نون، خوب، اچھا، نیک۔

۲- کویت: تیری گلی۔ آستانہ: چوکھٹ۔

غرض: مطلب، حاجت۔

۳- پس: بعد۔ سُود: فعل ماضی مطلق از سودن: گھسنا۔ زانو: جانگھ، ران، گھٹنا۔ جستجو: تلاش۔

۴- بہ: برائے قسم۔ وفا: نمک حلالی۔ دوستی، عہد، بات۔ درپذیری: تو قبول کرے۔ پئے: پیچھے۔ خوں گرفتہ: خون آلود، زخمی۔ خورش: بہ کسر را، خوراک۔

۵- خرد: بہ کسر خائے معجمہ، عقل۔ ہم: اس جگہ زائد ہے۔

(۶) من اگر نمی توانم حق خدمت زیادت
کم ازایں کہ جان شیریں بہ دہم درآرزویت

(۷) زنسیم جاں فزایت ، دل مردہ زندہ گردد
زکدام باغی اے گل کہ چنیں خوش ست بویت

(۸) بہ تن چو تارمویم بہ نہی تو یک جہاں غم
نہ نہم بہ ہیچ حالے ، دو جہاں بہ تارمویت

(۹) پس ازیں چہ جائے آنست بہ تو حال خود بگویم
کہ فسانہ گشت خسرو بہ جہاں زگفتگویت

⊙⊙⊙

۶- حق خدمت زیادت: یعنی حق خدمت زیادہ۔

۷- نسیم: ہلکی خوشگوار ہوا، خوشبودار چیز، جمع نسائم۔ جاں فزا: جان کو بڑھانے والی۔

۸- چو تار مو: بال کی طرح باریک۔

۹- سُود: فائدہ نفع۔ فسانہ: فرضی داستان ، بے اصل حکایت۔

⊙⊙⊙

خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی

وفات ——— ۱۳۹۰ء

شمس الدین محمد نام، حافظ تخلص، شیراز وطن، اور باپ کا نام بہاء الدین تھا۔ تجارت خاندانی پیشہ تھا، لیکن کمسنی ہی میں دولت مند باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ جائیداد سے محروم ہوئے اور خمیر بنانے کا پیشہ اختیار کیا۔ اپنے شوق سے محلہ کے ایک مکتب میں کچھ تعلیم حاصل کیا اور قرآن مجید حفظ کیا۔ کم عمری ہی سے شعر و شاعری شروع کی لیکن ابتدا میں اپنی ناموزونیت اور لغوگوئی کے لیے مشہور ہو گئے پھر ایسا غیبی فیض حاصل ہوا کہ کلام میں نہ صرف موزونیت بلکہ غضب کی تاثیر پیدا ہو گئی، اور دور دور شہرت پھیل گئی، شاعری کی تمام اصناف پر طبع آزمائی کی لیکن غزل گوئی ان کا مخصوص میدان تھا، جوش بیان، خوبی ادا، بندش کی چستی، روزمرہ محاورہ کا استعمال شوخی وظرافت، تسلسل مضامین فلسفہ واردات عشق کا بیان اور ریاکار عالموں کی پردہ دری ان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

(۱)

۱ مَطلَب طاعت و پیمانِ درست از من مست	کہ بہ پیمانہ کشی شہرہ شدم روز الست
۲ من ہماں دم کہ وضو ساختم از چشمۂ عشق	چار تکبیر زدم یک سرہ بر ہر چہ کہ ہست

(۱)

۱- مطلب: فعل نہی از طلبیدن، چاہنا۔

طاعت: فرماں برداری۔ پیمان: وعدہ، عہد۔

درست: صحیح، ٹھیک۔ پیمانہ: شراب کا برتن۔ جامِ شراب۔ پیمانہ کشی: شراب نوشی۔ شہرہ: مشہور۔ روزِ

الست: وہ دن جب کہ خدا نے تمام انسانی روحوں سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا تھا۔

۲- ہماں دم: اسی وقت، ہماں ہم اور آں سے مرکب ہے اور ہم اس جگہ حصر کے معنی میں ہے۔

یکسرہ: بالکل، ایک دم۔

۳ مے بدہ تا دہمت آگہی از سرِّ قضا	کہ بروے کہ شدم عاشق و بر بوے کہ مست
۴ کمر کوہ کم است از کمرِ مور ایں جا	ناامید از درِ رحمت مشو اے بادہ پرست
۵ جاں فدائے دہنت باد کہ در باغِ نظر	چمن آرائے جہاں خوش تر ازیں غنچہ نہ بست
۶ بہ جز آں نرگس مستانہ کہ چشمش مرساد	زیرِ ایں طارمِ فیروزہ کسے خوش نہ نشست
۷ حافظ از دولتِ عشق تو، سلیمانی یافت	یعنی از وصلِ تو اَش نیست بہ جز باد بہ دست

(۲)

۱ آں کہ از سنبل او غالیہ تابے دارد	باز با دل شدگاں ناز و عتابے دارد

۳- آگہی: خبر، علم۔ سر: بھید، راز۔ قضا: حکمِ خداوندی۔ کہ: بہ کسر کاف وہاے ہوز بمعنی کون۔

۴- یعنی اللہ کی بخشش کے سامنے پہاڑ برابر گناہ بھی ایک بال سے کم تر ہے، اے بادہ پرست اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے، کوہ: پہاڑ۔ مو: بال

۵- فدا: قربان۔ دہن: منہ۔ باغ نظر: نگاہ کا باغ۔ چمن آرائے جہاں: دنیا کا پیدا کرنے والا۔ غنچہ: بہ ضم غین معجمہ، پھول کی کلی، گل ناشگفتہ، شگوفہ۔ خوش تر ازیں غنچہ نہ بست: یعنی خوش تر از غنچۂ دہن پیدا نہ کردہ۔

۶- نرگس: بہ کسر کاف فارسی، آنکھ کی شکل کا ایک پیلا پھول۔ چشمش مرساد: چشم بد رسیدن مراد از نظر بد رسیدن است۔ یہ دستور ہے کہ جب کسی پسندیدہ چیز کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے پہلے کہتے ہیں نظر بد مرساد، اردو میں کہتے ہیں نظر نہ لگے۔ طارم: بہ فتح راے مہملہ وضم آں۔ لکڑی کا مکان، بلند مکان، بالا خانہ۔ سالک قزوینی نے مکسور استعمال کیا ہے اور ابوالمکارم کے ساتھ قافیہ باندھا ہے۔ طارم فیروزہ: مراد آسمان۔

۷- یعنی تیرے عشق کی دولت کے سبب حافظ نے مرتبۂ سلیمانی حاصل کیا اور وہ یہ کہ اس کے ہاتھ میں ہوا کے علاوہ کچھ نہیں۔ شاعر نے عدم حصول وصل کو ان الفاظ سے تعبیر کیا۔ یعنی از وصل تو......: یعنی از وصل تو بہ دستش بہ جز باد نیست۔

(۲)

۱- سنبل: بروزن بلبل، ایک خوشبودار گھاس جس سے محبوب کی زلف کو تشبیہ دیتے ہیں۔ غالیہ: ایک معروف خوشبو جو مشک، عنبر، کافور اور روغن درخت بان وغیرہ سے مرکب ہوتی ہے۔ تابے دارد: غیرت کھاتی ہے، پیچ و تاب کھاتی ہے۔ دل شدگان: یعنی دل گم شدگان، مراد عاشق۔ عتاب: غصہ، خفگی، ناراضی۔

۲ از سر کشتۂ خود می گذرد ہم چوں باد — چہ تواں کرد کہ عمر ست وشتابے دارد
۳ ماہِ خورشید نمایش زپس پردۂ زلف — آفتابے ست کہ در پیش سحابے دارد
۴ آب حیواں اگر ایں ست کہ دارد لب یار — روشن ست ایں کہ خضر بہرہ سرابے دارد
۵ چشم من کردہ بہ ہر گوشہ رواں سیل سرشک — تا سہی سرو ترا تازہ بہ آبے دارد
۶ غمزۂ شوخِ تو خونم بہ خطا می ریزد — فرصتش باد کہ خوش رائے صوابے دارد
۷ چشم مخمور تو دارد زدلم قصد جگر — ترک مست ست مگر مَیل کبابے دارد

۲- کشتہ: از مصدر کشتن بمعنی مقتول۔ باد: ہوا۔ شتابے دارد: بہ کسر اول، جلدی کرتا ہے۔ چہ تواں کرد........: یعنی کیا کیا جائے کہ معشوق مثل عمر ہے جس طرح عمر جلدی سے گزر جاتی ہے وہ بھی گزر جاتا ہے۔

۳- ماہ خورشید نما: ماہ چہرۂ معشوق سے کنایہ ہے اور خورشید نما ماہ کی صفت ہے، ضمیر شین معشوق کی طرف راجع ہے۔ سحاب: بہ فتح اول، بادل، یعنی چہرۂ معشوق از پس پردۂ زلف چوں آفتابے ظاہر ست کہ در پیش ابرے دارد۔

۴- خضر: ایک پیغمبر کا نام جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے آب حیات پیا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ بہرہ: بہ فتح اول، حصہ۔ سراب: بہ فتح اول، ایک قسم کا چمکیلا ریت جو گرمی کے موسم میں دھوپ کی چمک کی وجہ سے دور سے پانی کی طرح دکھائی دیتا ہے اور کبھی ایسے ہی چاندنی رات میں۔ روشن ست........: یعنی اگر حقیقت میں آب حیات وہی ہے جو لب یار رکھتا ہے تب تو ظاہر ہے کہ خضر کو سراب کا حصہ ملا کیوں کہ وہ آب حیات نہ تھا جو خضر کو ہاتھ آیا۔

۵- سیل: بہ فتح اول، پانی کی رو، سیلاب، سِرِشک: آنسو۔ سہی: بہ فتح اول، سیدھا، سرو کا سیدھا پیڑ۔ اس شعر کی نثری عبارت یوں ہوگی، چشم من بہ ہر گوشہ سیل سرشک رواں کرد (مقصود ایں ست کہ) سہی سرو ترا بہ آب تازہ دارد (ظاہر است کہ گریۂ وفغانِ عاشق باعث رونق معشوق است)

۶- شوخ: بہ واو مجہول، شریر، بے باک، دلیر۔ فرصتش باد: اس کو موقع میسر آئے، اس کی عمر دراز ہو۔ خوش رائے: اچھی رائے والا۔ صواب: صحیح، درست۔ درستگی۔

۷- مخمور: متوالا، شراب پیا ہوا، نشیلا۔ قصد: ارادہ۔ جگر: کلیجہ۔ ترک: محبوب ترک مست: مست آنکھیں مراد ہیں۔ مگر: شاید۔ میل بہ فتح اول، میلان، خواہش۔

۸ جانِ بیمار مرا نیست زتو روے سوال — اے خوش آں خستہ کہ از دوست جوابے دارد

۹ کے کند سوے دلِ خستۂ حافظ نظرے — چشم مستت کہ بہ ہر گوشہ خرابے دارد

(۴)

۱ دوش سوداے رخت گفتم زسر بیروں کنم — گفت ''کو زنجیر تا تدبیر ایں مجنوں کنم''

۲ قامتش را سرو گفتم، سرکشید از من بہ خشم — دوستاں! از راست می رنجد نگارم (معشوق) چوں کنم

۳ نکتۂ ناسنجیدہ گفتم دل برا! معذور دار — عشوہ فرماے تا من طبع را موزوں کنم

۴ زرد روئی می کشم زاں طبع نازک بے گناہ — ساقیا! جامے بدہ تا چہرہ را گلگوں کنم

۸- روے سوال: مانگنے کا منہ، سوال کی ہمت۔ خستہ: زخمی۔ یعنی اے محبوب! میری بیمار جان کو تجھ سے سوال کی ہمت نہیں ہے وہ زخمی یعنی عاشق کیا ہی بہتر ہے جو کہ معشوق سے سوال کرے اور جواب سے مشرف ہو۔

۹- کے: کب۔ خراب: ویرانہ۔ جمع اُخْرِبہ۔

(۴)

۱- دوش: بہ ضم دال و واو مجہول، گذشتہ رات۔ سودا: بہ فتح اول، دیوانگی، محبت، جنون۔ کو: بمعنی کجا۔ زنجیر: مراد زلف۔ مجنوں: پاگل، دیوانہ۔

۲- سرکشیدن: منہ پھیرنا۔ خشم: غصہ، غضب، طیش۔ دوستاں: اے دوستاں۔ رنجد: مضارع از رنجیدن آزردہ ہونا، رنجیدہ ہونا۔ نگار: بہ کسر نقش، بت، معشوق، محبوب، معشوق کے ہاتھ پاؤں کی حنابندی۔ چوں: بمعنی چہ۔

۳- نکتۂ ناسنجیدہ: غیر مناسب بات، ناموزوں بات۔ دلبرا: اے محبوب۔ عشوہ: بہ کسر اول، ناز و فریب۔ اور معشوق کی ادا جس پر عاشق کا دل فریفتہ ہو۔ کسرہ کے ساتھ پڑھنا فصیح تر ہے۔ موزوں: سازگار۔

۴- زرد روئی: چہرے کا پیلا پن، کمزوری، شرمندگی۔ می کشم: فعل حال از کشیدن: کھینچنا۔ بے گناہ: صفت ضمیر کشم۔ گل گوں: گلاب کی طرح، سرخ رنگ۔ مطلب شعر: فراق یار میں زرد رو ہو چکا ہوں شراب ملے تو چہرے پر سرخی آئے۔

۵ من کہ رہ بردم بہ گنجِ حسنِ بے پایان دوست صد گدائے ہمچو خود را بعد ازیں قاروں کنم

۶ اے نسیمِ حضرتِ سلمیٰ! خدا را تا بہ کے رَبع را برہم زنم اطلال را جیحوں کنم

۷ اے مہِ نامہرباں از بندہ حافظ یاد کن تا دعائے دولت آں حسن روز افزوں کنم

(۴)

۱ ایں خرقہ کہ من دارم در رہن شراب اولیٰ ویں دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ

۵-رہ بردن: راستہ پانا، معلوم کرنا، پہنچ جانا۔ بے پایاں: بے اندازہ، بے انتہا۔ گدا: فقیر۔ قارون: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی جو بہت مالدار تھا۔ (مجازاً ہر مالدار اور بخیل)۔

مطلب شعر: میں محبوب کے بے اندازہ خزانہ حسن تک پہنچ گیا، اس لیے اب اپنے جیسے سیکڑوں فقیروں کو مالدار بنادوں گا۔ معنی حقیقی: مجھ پر دوست کے بے انتہا اسرار معرفت منکشف ہو چکے ہیں اس لیے اب اپنے فیض صحبت سے سیکڑوں فقیروں کو قاروں (شناسائے اسرار حقیقی) بنادوں گا اور اس قدر خزانۂ معرفت عطا کروں گا کہ قارون کی طرح معلوم ہوں گے۔ لفظ قارون کا لطف پوشیدہ نہیں۔ (حاشیہ دیوان حافظ)

۶- نسیم: نرم ہوا، بھینی بھینی ہوا، ٹھنڈی ہوا۔ حضرت: بارگاہ۔ سلمیٰ: عرب کی ایک خوبصورت معشوقہ کا نام، مجازاً ہر معشوقہ کو کہتے ہیں۔ تا بہ کے: کب تک۔ رَبع: بہ فتح سرائے، گھر، برہم زدن: تباہ و برباد کرنا اطلال: بہ فتح پرانے مکان کے نشانات کھنڈرات، ویرانہ، ٹیلہ۔ جمع طَلَل بہ فتح اول و ثانی۔ جیحون: ایک دریا کا نام جو خراسان اور ماوراء النہر کے درمیان بلخ کے قریب ہے۔ یہاں دریا مراد ہے۔ مطلب شعر: فراق یار میں روتے روتے معشوق کی قیام گاہ کو میں کب تک درہم برہم کرتا رہوں اور ویرانے کو دریا بناتا رہوں۔ اے بادِ صبا محبوب کا پیام لا۔

۷-مہ: ماہ کا مخفف مراد محبوب۔ مہ نامہرباں: نامہربان محبوب، ظالم محبوب۔ بندہ: غلام۔ تا دعائے ......: تقدیرِ عبارت یوں ہے: تا دولت آں حسنِ روز افزوں را دعا کنم۔

(۴)

۱- خرقہ: گدڑی۔ رہن: بہ کسر، گرو، گروی۔ اولیٰ: بہ فتح، بہتر۔ دفتر بے معنی: اس سے مراد وہ اشعار یا کتابیں ہیں جو حقائق و معارف کے بیان سے خالی ہوں۔ مے ناب: خالص شراب۔

۲ چوں عمر تبہ کردم ، چنداں کہ نگہ کردم	در کنج خراباتے افتادہ خراب اولیٰ
۳ چوں مصلحت اندیشی دوراست زدرویشی	ہم سینہ پر آتش بہ ہم دیدہ پر آب اولیٰ
۴ تا بے سروپا باشد اوضاع فلک زیں ساں	درسر ہوسِ ساقی ، دردست شراب اولیٰ
۵ ازہم چوتو دل دارے، دل برنہ کنم آرے	گرتاب کشم بارے، زاں زلف بہ تاب اولیٰ
۶ چوں پیر شدی حافظ از مے کدہ بیروں رو	رندی و ہوسنا کی در عہد شباب اولیٰ

۲- تبہ کردن: تباہ کرنا ، ضائع کرنا۔

خرابات: شراب خانہ، قمار خانہ۔ معنی حقیقی منزل معارف وحقائق۔ افتادہ خراب: اس عبارت میں قلب ہے، اصل میں "خراب افتادہ" ہے بمعنی مست پڑا رہنا۔

۳- درویشی: بہ ضم اول، فقیری۔ پر: بہ ضم، بھرا ہوا۔ نسخہ نول کشور میں اس شعر کی جگہ یہ شعر لکھا ہے ۔

من حالِ دل زاہد با خلق نہ خواہم گفت
کایں قصہ اگر گویم با چنگ و رباب اولیٰ

یعنی میں زاہد کا حال مخلوق کے سامنے نہیں بیان کروں گا اس لیے کہ اگر یہ قصہ بیان کروں تو جھانجھ اور ساز کی ضرورت پیش آگے اور بغیر اس کے اس کا حال کما حقہ بیان نہیں ہوسکتا۔

۴- تا: جب تک۔ اوضاع: وضع کی جمع طریقے، حالات۔ ساں: مثل، طرح۔ ہوس: بہ فتح ہر دو اول۔ عشق۔

۵- دل برنہ کنم: دل نہیں اٹھاؤں گا۔ آرے: ہاں کلمۂ ایجاب۔ تاب: رنج، تکلیف، تاب دوم بہ معنی پُر پیچ۔

۶- رندی: شراب نوشی۔ ہوسنا کی: عشق بازی، خواہشات کی پیروی۔ شباب: جوانی۔

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ دہلوی

وفات ــــــــــــــــ ۱۸۶۹ء

"تاج محل" کے شہر آگرہ میں پیدا ہوئے اور عمر کا بیشتر حصہ دہلی میں گزارا، اپنی اردو نظم ونثر کی وجہ سے لافانی شہرت حاصل کی۔ ان کا فارسی کلام جدت ادا، حسین ترکیبوں، انوکھی بندشوں اور نازک خیالی کا مجموعہ ہے۔ غالب کی فطری شوخی اور بذلہ سنجی بھی امتیازی حیثیت سے نمایاں ہے۔ زبان کی صفائی اور ندرت بیان کے لحاظ سے وہ فارسی کے بلند مرتبہ اساتذہ کی صف میں شمار کیے جاتے ہیں۔ فلسفہ اور تصوف کی آمیزش نے ان کے کلام کو دو آتشہ بنا دیا ہے۔ انہوں نے تمام اصناف سخن پر طبع آزمائی کی لیکن غزل ان کا مخصوص میدان ہے۔

(۱)

۱	دل نہ تنہا زفراق تو فغاں ساز دہد	رفتنِ عکس تواز آئینہ آواز د
۲	خاک خوں باد کہ در مَعرضِ آثار وجود	زلف ورخ درکشد و سنبل وگل باز د
۳	دل چو بیند ستم از دوست نشاط آغازد	شیشہ سازے ست کہ تابشکند آواز د

(۱)

۱- فغاں: بہ ضم اول بہ معنی نالہ وفریاد، یہ لفظ کسرہ کے ساتھ مشہور ہے مگر عراقیوں سے بہ ضم اول سنا گیا ہے، فغاں نالہ سے بلند تر ہے۔ صاحب بہار عجم اور جواہر الحروف نے لکھا ہے کہ فغاں دراصل ناقوس کے معنی میں ہے، کیوں کہ فغ بہ ضم بت پرست کے معنی میں ہے اور الف ونون نسبت کے لیے ہے اور اب معنی ناقوس متروک ہوکر نالہ وفریاد کے معنی میں استعمال ہے۔ (غیاث)

۲- معرض: بہ فتح میم وکسر را۔ ظاہر ہونے کی جگہ، نمائش گاہ۔ آثار: نشانات، اثر کی جمع۔ درکشیدن: اندر کھینچنا۔ سنبل: ایک خوشبو دار گھاس۔ بال چھڑ

۳- نشاط: بہ فتح خوشی، شادمانی۔ آغازد: مضارع از آغازیدن: شروع کرنا۔

۴ ہاے پرکاریِ ساقی کہ بہ ارباب نظر — مے بہ اندازہ و پیمانہ بہ انداز دہد

۵ من سراز پانہ شناسم بہ رہ سعی و سپہر — ہردم انجامِ مرا جلوۂ آغاز دہد

۶ ہر نسیمے کہ زکوے تو بہ خاکم گزرد — یادم از ولولۂ عمر سبک تاز دہد

۷ چوں نہ نازد سخن، از مرحمت دہر بہ خویش — کہ بردعرفی و غالب بہ عوض باز دہد

(۲)

۱ چاک از جیبم بہ داماں می رود — تاچہ بر چاک از گریباں می رود

۲ جوہر طبعم درخشان ست لیک — روزم اندرابر پنہاں می رود

۳ گر بود مشکل مرنج اے دل کہ کار — چوں رود از دست آساں می رود

۴ جز سخن کفرے و ایمانے کجاست — خود سخن در کفر و ایماں می رود

۴- پرکاری: بہ ضم اول ، دل داری ، ہوشیاری، دانائی، عیاری۔ ارباب نظر: عقل وشعور رکھنے والے۔ انداز: نازوادا۔

۵- سعی: کوشش ، جدوجہد، سپہر: آسمان ، فلک۔ انجام: آخر، انتہا۔

۶- ولولہ: حوصلہ، جوش وخروش۔ سبک تاز: تیز رفتار۔

۷- چوں: کیوں کر، کیسے۔ ناز: مضارع از نازیدن: ناز کرنا۔ سخن: بہ ضمتین و بہ ضم اول و فتح ثانی و بہ فتح وضم ثانی تینوں صورتوں میں درست ہے اور کبھی اس لفظ کا اطلاق شعر پر بھی کرتے ہیں۔ (غیاث) یہاں شعر و شاعری مراد ہے ۔ مرحمت: عنایت ، مہربانی ۔ دہر: زمانہ۔ عُرفی : فارسی کا ایک مشہور شاعر۔ (م ۱۵۹۱ء)

(۲)

۱- چاک: شگاف، پھٹن۔ جیب: بہ فتح گریبان، سینہ۔ داماں: دامن۔

۲- جوہر: گوہر کا معرب ہے بمعنی قیمتی پتھر، ہر شی کی اصل۔ درخشاں: چمکنے والا ، جگمگانے والا۔ لیک: لیکن، ابر: بادل۔ پنہاں: پوشیدہ، چھپا ہوا۔

۳- مرنج: فعل نہی از رنجیدن: آزردہ ہونا۔ کار از دست رفتن: کام کا مکمل ہونا۔ انجام پانا۔

۴- سخن رفتن: بات چلنا ، بحث و مباحثہ ہونا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی کرتے کی خوشبو

۵ ہر شمیمے را مشامے درخورست	بوے پیراہن بہ کنعاں می رود
۶ اول ماہ ست و از شرم تو ماہ	آخر شب از شبستاں می رود
۷ کیست تا گوید بداں ایواں نشیں	آنچہ بر غالب زدرباں می رود

(۳)

۱ چشم! از ابر اشکبار ترست	از عرقِ جبہہ بہار ترست
۲ می بر انگیزدش بہ کشتن من	دشمن از دوست غمگسار ترست
۳ اے کہ خوے تو ہمچو روے تو نیست	دیدہ از دل امیدوار ترست
۴ ہمہ عجز و نیاز می خواہند	زار تر ہر کہ حق گزارترست
۵ شکوہ از خوے دوست نتواں کرد	بادۂ تند سازگار ترست

۵-مشام: بہ فتح میم اول وتشدید میم دوم، مگر فارسی میں بہ تخفیف میم پڑھتے ہیں۔ سونگھنے کی جگہ، سونگھنے کی قوت (دماغ) درخور: لائق، سزاوار۔ پیراہن: مراد، پیراہن یوسف علیہ السلام کنعان: بہ فتح حضرت یعقوب علیہ السلام کے شہر کا نام جہاں حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس شعر میں تلمیح ہے۔

۶-ماہ: چاند، مہینہ۔ شبستان: خواب گاہ، حرم سرا۔

۷-ایوان نشیں: محل میں بیٹھنے والا، معشوق۔ دربان: پہرے دار، دروازہ کا چوکیدار۔

(۳)

۱-اشک بارتر: زیادہ آنسو برسانے والا۔ عرق: بہ فتحتین پسینہ۔ جبہہ: پیشانی۔ یہاں مضاف الیہ محذوف ہے اصل میں "جبہہ من" ہے۔

۲-می برانگیزدش: فعل حال از برانگیختن: ابھارنا۔ "ش" برائے مفعول، مراد محبوب۔ غم گسار: غم کھانے والا، ہمدرد۔

۳-خو: عادت۔ ہمچو: حرف تشبیہ، مانند اسی طرح۔ دیدہ: آنکھ۔ امیدوارتر: زیادہ امید رکھنے والا۔

۴-عجز: بہ فتح اول، عاجز ہونا۔ نیاز: نیاز مندی۔ زارتر: زیادہ کمزور۔ حق گزارتر: زیادہ حق ادا کرنے والا۔

۵-شکوہ: شکایت۔ بادۂ تند: تیز شراب۔ تند بہ ضم تا۔ سازگارتر: زیادہ راس آنا، موافق تر، لائق تر۔

۶ می رسد گر بہ خویشتن نازد — غالبؔ از خویش خاکسار ترست

(۴)

۱ نہ خواہم از صف حوراں ز صد ہزار یکے — مرا بس ست ز خوبانِ روزگار یکے

۲ سراغ وحدت ذاتش تواں ز کثرت جست — کہ سائرست در اعداد بے شمار یکے

۳ چہ گویم از دل و جانے کہ در بساطِ من ست — ستم رسیدہ یکے، ناامیدوار یکے

۴ دو برق فتنہ نہفتند در کفِ خاکے — بلائے جبر یکے، رنج اختیار یکے

۵ مرو ز آئینہ خانہ کہ خوش تماشائے ست — یکے تو محو خودی و چو تو ہزار یکے

۶ دم از ریاست دہلی نہ می زنم غالبؔ — منم ز خاک نشینانِ آں دیار یکے

۶- نازد: مضارع از نازیدن: ناز کرنا، فخر کرنا۔ مطلب: اگر او (معشوق) بر ذات خود می نازد پس او را حق ناز می رسد۔

(۴)

۱- صف: قطار۔ حوراں: حور (بہ ضم اول) جمع اور حور، حوراء (بہ فتح) کی جمع، لیکن اہل فارس اس کو واحد استعمال کرتے ہیں اور الف، نون کا اضافہ کر کے جمع بناتے ہیں۔ خوبصورت لڑکیاں جو بہشت میں نیک آدمیوں کی بیویاں ہوں گی، وہ گوری، چٹی عورت جس کی آنکھ کی پتلی اور بال بہت سیاہ ہوں۔ خوباں: حسینوں، خوب کی جمع۔ روزگار: مراد دنیا۔

۲- سراغ: کھوج، نشان۔ وحدت: تنہائی، ایک ہونا۔ جست: بہ ضم اول، فعل ماضی از جستن: ڈھونڈنا۔ سائر: جاری وساری۔

۳- بساط: بہ کسر، پہنچ، سرمایہ، پونجی۔ ستم رسیدہ: مظلوم، ستایا ہوا۔ ناامیدوار: مایوس

۴- برق: بجلی۔ نہفتند: فعل ماضی از نہفتن، بہ کسر اول وضم ثانی، چھپنا، چھپانا۔ کف خاک: مٹھی بھر مٹی مراد انسان۔ بلا: مصیبت۔ جبر: زبردستی۔

۵- مرو: نہی از رفتن: جانا آئینہ خانہ: وہ گھر جس میں چاروں طرف آئینے لگے ہوں۔ خوش تماشا: خوش منظر، تماشا کردن: دیکھنا، لطف اٹھانا۔

۶- دم زدن: بات کرنا۔ از: یہاں "در بارہ" کے معنی میں ہے۔ حافظ شیرازی لکھتے ہیں۔ ع

"حدیث از مطرب مے گو و راز دہر کم تر جو"

یعنی گویے اور شراب کے بارے میں بات کر اور زمانے کا راز کم تلاش کر۔ خاک نشیناں: باشندے، زمین پر بیٹھنے والے۔ خاکسار۔ دیار: جمع دار بمعنی گھر، مجازاً ملک اور شہر کے معنی میں مستعمل ہے۔

(۵)

۱ اے موجِ گل! نوید تماشاے کیستی؟ — انگارہ ای مثال سراپاے کیستی

۲ بیہودہ نیست سعی صبا در دیار ما — اے بوے گل! پیام تمناے کیستی

۳ خوں گشتم از تو، باغ و بہار کہ بودہ ای؟ — کُشتی مرا بہ غمزہ، مسیحاے کیستی

۴ یادش بخیر، تاچہ قدر سبز بودہ ای؟ — اے طرف جوے بار چمن جاے کیستی

۵ از ہیچ نقش، غیر نکوئی نہ دیدہ ای؟ — اے دیدہ! محو چہرۂ زیباے کیستی

۶ غالب نواے کلک تو دل می برد ز دست — تا پردہ سنج شیوۂ انشاے کیستی

⊙⊙⊙

(۵)

۱-نوید: خوش خبری، بشارت۔ انگارہ: شعلہ
۲- بے ہودہ نیست: بے فائدہ نہیں ہے، سعی: کوشش۔ صبا: پروا ہوا، بعض لوگوں کے نزدیک وہ پروا ہوا جو موسم بہار میں چلتی ہے۔ پیام: پیغام، سندیسہ۔
۳- خوں گشتم: ہلاک ہو گیا ہوں۔ از: برائے سببیت۔ مسیحا: عیسیٰ علیہ السلام کا لقب، فارسیوں نے مسیح پر الف بڑھا لیا ہے، مردوں کو زندہ کرنا عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا، مجازاً طبیب اور ڈاکٹر کو بھی کہتے ہیں۔
۴-یادش بخیر: دعائیہ کلمہ، اس کی خیر
تاچہ قدر: کتنا، کس قدر۔ طرف: کنارہ۔ جو
بار: جس جگہ پانی کی بہت سی نہریں بہتی ہیں۔ نہ
۵- از: بمعنی در۔ نکوئی: خوبصورتی، ج
محو: کسی چیز کی طلب میں گم ہو جانا۔ کھویا ہوا ہو
۶- نوا: آواز۔ کلک: بہ کسر، قلم۔ پرا
راگ الاپنے والا۔ شیوۂ انشا: طرز تحریر، ا
نگارش۔

باب دوم ——— مثنویات

فارسی مثنوی کا مختصر تعارف

مثنوی کا ہر شعر علٰحدہ ہوتا ہے۔ یعنی قصیدہ اور غزل کی طرح اس میں یہ پابندی نہیں کہ پوری نظم ایک ہی قافیہ میں کہی جائے یا ردیف کی پابندی ہو اس لیے اشعار بھی مقرر نہیں۔ مضمون کی وسعت کے مطابق جتنے اشعار چاہیں کہے جاسکتے ہیں۔ مضمون کی بھی کوئی پابندی نہیں۔ فلسفہ، تصوف، رِزم، عشق، داستان، پند وموعظت جو مضمون چاہیں بیان کرسکتے ہیں۔

عربی شاعری کی ایک قسم ”رجز“ کو مثنوی کا اولین نمونہ کہا جاسکتا ہے لیکن مثنوی کے نام سے اس صنفِ سخن کا سراغ فارسی شاعری ہی میں پہل ملتا ہے۔ فارسی مثنوی بہت بسیط اور گوناگوں عنوانات پر مشتمل ہے۔ رودکی مثنوی کا موجد کہا جاتا ہے جس نے نصر بن احمد سامانی کی فرمائش پر ”کلیلہ ودمنہ“ کا ترجمہ مثنوی میں کیا تھا، اور اس کے علاوہ دوسری مثنویاں بھی لکھیں۔ رودکی کے بعد دوسرے شعرا نے بھی اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی اور بہت سی مثنویاں تصنیف ہوئیں۔ جن میں سے بیشتر آج ناپید ہوچکی ہیں اس عہد کے دوسرے شعرا میں دقیقی ابھی قابلِ ذکر ہے جس نے ”شاہنامہ“ لکھنے کا آغاز کیا۔

پھر غزنوی سلطانوں کا زمانہ آیا اور اس عہد میں فارسی مثنوی ارتقا کی بلند ترین منزلوں پر پہونچ گئی۔ فردوسی جسے مثنوی گوئی کا پیغمبر مانا جاتا ہے۔ اسی عہد کا شاعر تھا۔ اس نے شاہنامہ کے نام سے ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل طویل ترین رزمیہ مثنوی لکھی جس میں خالص فارسی زبان استعمال کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ رزمیہ واقعات کے بیان کے ساتھ ساتھ قدیم ایران کی تہذیب وتمدن کی تصویریں پیش کیں۔ عشقیہ

شاعری کے کمالات بھی جا بجا دکھلائے لیکن متانت کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ واقعہ
نگاری اور جذبات انسانی کی تصویر کشی کے حسین ترین نمونے پیش کیے۔ اس زمانہ
کے دوسرے ممتاز شعرا میں اسدی، طوسی کی مثنوی ''گرشاسپنامہ'' بھی قابلِ ذکر ہے۔
غزنویوں کے بعد ''سلجوقی حکمرانوں'' کا زمانہ آیا اور فارسی نظم ونثر کی عام طور
پر ترقی ہوئی۔ اصنافِ سخن میں مثنوی کے لیے بھی ترقی کی نئی راہیں کھل گئیں۔ فردوسی
رزمیہ مثنوی کو انتہائے عروج پر پہنچا چکا تھا اب مثنوی میں تصوف اور اخلاق کے
مضامین بھی بیان کیے جانے لگے۔ اس سلسلے میں حکیم سنائی کی مثنوی ''حدیقہ''
خصوصیت سے قابل ذکر ہے جس کے ذریعہ پہلے پہل فارسی مثنوی میں تصوف کے
مضامین پیش کیے گئے۔ اخلاقی مضامین نظم کرنے کا آغاز بھی سنائی نے کیا، سنائی نے
''حدیقہ'' کے علاوہ اور بھی چھ مثنویاں لکھیں جو ناپید ہو چکی ہیں۔ اس عہد کے
دوسرے شعرا میں خواجہ فریدالدین عطار اور نظامی گنجوی کے نام بھی قابل ذکر ہیں
جنھوں نے اپنی تصانیف کے ذریعہ فارسی مثنوی کو وسعت بخشی۔ عطار سلجوقی کے دور
کے ممتاز صوفی شاعر تھے۔ جن کی مثنویوں میں منطق الطیر، الٰہی نامہ، اسرار نامہ،
مصیبت نامہ، خسرو نامہ، مظہر العجائب اور لسان الغیب آج بھی موجود ہیں۔ جن میں
صوفیوں کے عقائد اور ان کے باطنی حالات و تجربات کا تفصیلی بیان ملتا ہے۔ منطق
الطیر اپنے تفصیلی انداز بیان کے لحاظ سے ایک معرکۃ الآرا مثنوی کہی جا سکتی ہے۔
نظامی گنجوی کی مثنویاں ''خمسہ'' اور ''پنج گنج کے نام سے مشہور ہیں اور اس میں حسب
ذیل پانچ مثنویاں شامل ہیں۔

(۱) مثنوی مخزن الاسرار:۔ بارہ سو اشعار پر مشتمل ہے اور اس مثنوی میں نظامی
نے تصوف، پند و موعظت اور اخلاقی مضامین حکایات کے پیرایہ میں بیان کیے ہیں
(۲) مثنوی خسرو شیریں:۔ چھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ ایک طویل عشقیہ

داستان ہے۔
(۳) مثنوی لیلیٰ مجنون: اس مثنوی میں ساڑھے چار ہزار اشعار ہیں اور یہ بھی ایک مشہور عشقیہ داستاں ہے۔
(۴) مثنوی ہفت پیکر:۔ یہ مثنوی چار ہزار چھ سو اشعار پر مشتمل ہے اور اس میں سامانی دور کی ایک داستان بیان کی گئی ہے۔
(۵) سکندر نامہ:۔ دس ہزار سے زائد اشعار کی یہ مثنوی اخلاقی مضامین اور رزمیہ عنوانات پر مشتمل ہے۔

فردوسی کے بعد نظامی کو سب سے بڑا مثنوی گو شاعر کہنا بے جانہ ہوگا، خاقانی اگرچہ قصیدہ گو شاعر تھا لیکن اس کی ایک مثنوی ''تحفۃ العراقین'' بھی قابل ذکر ہے جس میں سفر حج کے حالات اور راستہ کے واقعات نظم کیے گئے ہیں خاقانی بھی اسی دور کا شاعر تھا۔

تیموری دور غزل اور مثنوی کا دور ارتقا تھا۔ شیخ سعدی اس دور کے سب سے ممتاز شاعر اور غزل کے پیغمبر مانے جاتے ہیں۔ مثنوی میں ان کی بلند پائیگی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ''بوستاں'' ان کا شاہکار ہے جس میں اخلاقی نصیحتیں حکایتوں کے پیرایہ میں بیان کی گئی ہیں۔ اخلاقی شاعری کا آغاز تو حکیم سنائی کر چکے تھے لیکن سعدی نے اپنی ''بوستاں'' کے ذریعہ اس زمین کو بھی آسمان پر پہنچا دیا۔ ان کی مثنویاں آزادی خیال، جذبات، اخلاقیات، تعلیم و تربیت، ریا کار عالموں کی پردہ دری، بے تعصبی، فلسفہ و حکمت اور مناظر قدرت کے مضامین سے پر ہیں۔ ان کی قوت تخیل بڑے غضب کی تھی اور پیرایہ ادا بڑا ہی دلکش اور موثر تھا۔

اس عہد سے ممتاز مثنویوں میں محمود سبشتری کی ''گلشن راز'' اور مولانا جلال الدین رومی کی ''مثنوی معنوی'' خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں تصوف

اور فلسفہ کے مضامین پر مشتمل ہیں ''مثنوی معنوی'' میں چھبیس ہزار اشعار ہیں اور اسے فارسی زبان میں تصوف کے مضامین کی سب سے بڑی اور اہم مثنوی کی حیثیت حاصل ہے۔ رومی کے بعد جامی کی مثنویاں قابلِ ذکر ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) سلسلۃ الذہب:۔ فلسفہ واخلاق اور پند وموعظت پر مشتمل ہے۔

(۲) سلاماں وابسال:۔ عشقیہ داستان ہے۔

(۳) تحفۃ الاحرار:۔ تصوف ومعرفت کے مضامین پر مشتمل ہے۔

(۴) سُبحۃ الابرار:۔ یہ بھی تصوف ومعرفت کے مضامین ودل چسپ حکایات اور تمثیلات پر مشتمل ہے۔

(۵) یُوسف وزلیخا:۔ عشقیہ داستان ہے۔

(۶) لیلیٰ ومجنوں:۔ عشقیہ داستان ہے۔

(۷) خردنامہ اسکندری:۔ اخلاقی مضامین پر مشتمل ہے۔

ایران کے علاوہ ہندوستان بھی فارسی شاعری کا ایک اہم مرکز تھا اور ہندوستانی شعرا نے بھی مثنوی کے ارتقا میں نمایاں حصہ لیا اس سلسلے میں سب سے پہلا اور اہم نام حضرت امیر خسرو دہلوی کا ہے۔ جن کی حسب ذیل نو مثنویاں قابل ذکر ہیں۔

(۱) مثنوی قران السعدین: جس میں سلطان کیقباد اور بغرا خاں کی صلح کا حال بیان کیا گیا ہے۔

(۲) تاج الفتوح:۔ فیروز شاہ کی تخت نشینی یعنی ۶۸۹ ھ سے ۶۹۰ ھ تک کے واقعات نظم کیے گئے ہیں۔

(۳) نہ سپہر: نو باب ہیں اور ہر باب جداگانہ بحر میں ہے۔

(۴) دول رانی وخضر خاں: عشقیہ داستان ہے۔

(۵) مطلع الانوار: تصوف کے مضامین پر مشتمل ہے۔

(۶) شیریں خسرو: عشقیہ داستان ہے۔
(۷) آئینہ اسکندری: سکندر نامہ نظامی کے طرز پر ہے۔
(۸) لیلیٰ مجنوں: عشقیہ داستان ہے۔
(۹) ہشت بہشت: عشقیہ داستان ہے۔

امیر خسرو کو مثنوی گوئی میں نظامی کا ہم پلہ سمجھنا غلط نہ ہوگا۔ انہوں نے مثنوی میں وصف نگاری کا آغاز کیا۔ یعنی مختلف اشیا پر نظمیں لکھ کر مثنوی گوئی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

ہندوستان کے دوسرے مثنوی گوشعرا دربار اکبری کے ملک الشعرا فیضی کا نام بہت ممتاز ہے، جس کی دو مثنویاں ''مرکز ادوار'' اور ''نل ومن'' اب بھی موجود ہیں۔ ''نل ومن'' چار ہزار اشعار پر مشتمل ایک عشقیہ داستان ہے جسے فیضی نے صرف چار ماہ کی مدت میں تصنیف کیا تھا۔ اس کے علاوہ ''مہا بھارت'' کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔ فیضی کی مثنویوں کا امتیازی وصف، جوش بیان ہے اور اس کی یہ خصوصیت ہر جگہ نمایاں ہے۔ فخریہ مضامین بیان کرنے میں اسے بڑی قدرت تھی۔ اور ایسے موقعوں پر اس کا جوش بیان دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔ اس نے فلسفہ کے خشک مسائل کو اپنے حسین اور دلکش طرزِ بیان سے شگفتہ وشاداب بنا دیا۔ استعارات کی شوخی اور تشبیہات کی ندرت بھی فیضی کا نمایاں وصف ہے۔

مغلوں کے آخری دور میں مرزا غالب نے بھی چند مثنویاں لکھیں جن میں سب سے اہم ''مثنوی ابر گہر بار'' ہے جو ناتمام رہ گئی، طرز ادا شوخی اور ندرت کے لحاظ سے یہ مثنوی بہت اہم ہے۔ مثنوی میں ''حمد'' کا نیا انداز ملتا ہے۔ مناجات میں ''شکوہ'' کا رنگ بہت دلکش اور موثر ہے۔ ''ساقی نامہ'' اور ''مغنی نامہ'' کے اشعار اپنا جواب آپ ہیں۔

امیر خسرو دہلوی

وفات ـــــــــــ ۱۳۲۵ء

امیر خسرو دہلوی اصل میں غزل کے شاعر تھے لیکن انہوں نے شاعری کی تمام اصناف پر طبع آزمائی کی غزل کے بعد مثنوی ان کا خاص میدان تھا انہوں نے "خمسۂ نظامی" کے جواب میں "خمسہ" کے نام سے پانچ مثنویاں، مطلع الانوار، شیریں خسرو، لیلی مجنوں، آئینہ سکندری اور ہشت بہشت صرف سوا دو سال کے عرصہ میں لکھیں۔ان پانچوں مثنویوں میں مجموعی طور پر ستر ہزار نو سو تینتیس اشعار ہیں جو خسرو کی قادر الکلامی اور زود گوئی کا ثبوت ہیں۔مثنوی "لیلیٰ مجنوں" میں ان کا زور کلام اور اندازِ بیان بے حد موثر ہے۔بقول شبلی نعمانی "اس مثنوی کا ہر شعر گویا ایک پر درد غزل ہے"۔دو ہزار چھ سو ترسٹھ اشعار پر مشتمل یہ مثنوی خسرو نے صرف دو ماہ دس دن میں تصنیف کی تھی۔

لیلیٰ مجنوں

نامہ نوشتن لیلیٰ از دودِ دل سوے مجنوں و ماجراے دل و دیدہ برآں آشنا عرض کردن

۱ آغاز صحیفۂ معانی برنام خداے آسمانی

۲ خلاق جہاں بہ بے نیازی فیاضِ کرم بہ کارسازی

۳ برپاے کن بلند و پستی پروانہ دہ برات (جود) ہستی

۱-صحیفۂ معانی: کتاب حقیقت۔ خداے آسمانی: ایک نسخہ میں "یکے کہ نیست فانی" ہے۔

۲- خلاق جہاں: دنیا کا پیدا کرنے والا۔

فیاض کرم: کرم اور بخشش کا فیض پہنچانے والا۔

۳-برپاے کن: قائم کرنے والا، پیدا کرنے والا۔ پروانہ دہ: حکم کرنے والا۔ پروانہ لکھنے والا۔ برات: حکم نامہ، نوشتہ۔

۴ بردامن گل نسیم گستر	در بطنِ صدف یتیم پرور
۵ دل گستہ ازو خزینۂ راز	ہم خازن و ہم خزینہ پرداز
۶ آں را کہ ہدایتے رسَاند	حدّ کہ بود کہ واِستاند؟
۷ واں را کہ کند زروشنی دور	آں کیست کہ باز بخشدش نور
۸ واں گہ زخراش سینۂ خویش	خوں نا بہ فشاند از دل ریش
۹ کیں نامہ کہ ہست چوں نگارے (معشوقے)	از دل شدہ بہ بے قرارے
۱۰ یعنی زمن ستم رسیدہ	نزدیک تو، اے زمن بُریدہ
۱۱ اے عاشقِ دور ماندہ! چونی؟	وَے شمع زنور ماندہ! چونی؟
۱۲ چون است سرت بہ بالش خاک؟	خوں از رخ تو کہ می کند پاک؟
۱۳ از من بہ کہ می بری حکایت؟	با خود زچہ می کنی شکایت؟

۴- نسیم گستر: ٹھنڈی ہوا بکھیرنے والا۔ نسیم صبح چلانے والا۔ بطن: پیٹ، در نسخۂ دیگر بجائے بطن، حمل است۔ صدف: سیپ۔

۵- خازن: خزانچی۔ خزینہ پرداز: خزانہ

۶- حد: بہ فتح اول وتشدید ثانی، مجال، ہمت۔ واستاند: یعنی گمراہ کرے۔

۷- بخشدش: اسے بخشے، اسے عنایت کرے۔

۸- آں گہ: اس وقت، گہ، گاہ کا مخفف ہے۔ خراش: زخم۔ خوں نابہ: خالص خون اور کنایۂ خون کے آنسو۔ فشاند: مضارع از فشاندن بہ کسر، جھاڑنا، بہانا۔ ریش: بیائے، مجہول، زخم، زخمی۔

۹- کیں: اصل میں ''کہ ایں'' ہے۔ نگار: معشوق۔ دل شدہ: عاشق۔

۱۰- ستم رسیدہ: ظلم پہنچے ہوئے یعنی مظلوم۔ زمن بریدہ: مجھ سے کٹے ہوئے، مجھ سے بچھڑے ہوئے، (عاشق)

۱۱- دور ماندہ: دور پڑے ہوئے، دور افتادہ۔ چونی: بہ کسر نون، تیرا کیا حال ہے، تو کس طرح ہے۔

۱۲- چون ست: کس حال میں ہے۔ بالش: تکیہ۔ کہ: کدام۔

۱۳- حکایت من بہ کدام کس بیان می کنی و با خود زچہ طور شکایت من می کنی۔

۱۴ روزت دانم کہ شب نشان ست ؟ شب ہاے فراق بر چہ شان ست؟

۱۵ گریہ بہ رہِ کہ می کنی ساز؟ دیدہ بہ رخِ کہ می کنی باز؟

۱۶ در گوش کہ نالہ می رسانی ؟ در پاے کہ قطرہ می چکانی ؟

۱۷ بازار تو در کدام سویست؟ سیلاب تو در کدام جو یست؟

۱۸ ہم دردِ تو زیں غم نہاں کیست؟ غمناک ترا ز تو درجہاں کیست؟

۱۹ جایت بہ کدام خاکدان است؟ رویت بہ کدام آستان است ؟

۲۰ تکیہ بہ درِ کہ می کنی خواست بالین ترا کہ می کند راست

۲۱ زنجیر برِ کدام کوئی ؟ مجنون کدام خوب روئی ؟

۲۲ جانت کہ ہزار داغ دارد ؟ تسکیں بہ کدام باغ دارد؟

۲۳ جسمت کہ بہ روے خاک خفت ست؟ از نوک کدام خار سفت ست؟

۲۴ پشتِ تو بہ بسترِ ذلیلاں؟ چون ست بہ سایۂ مغیلاں ؟

۱۴- شب نشاں: رات کی طرح۔ چہ شاں: کیا حال ہے۔

۱۶- گوش: کان ۔ نالہ: فریاد، فغاں ۔ چکانی: از چکانیدن: ٹپکانا۔

۱۷- کدام، کون، کس۔ سو: طرف۔ سیلاب تو: یعنی سیلابِ اشکِ تو۔

۱۸- غم نہاں: پوشیدہ غم ۔ غمناک تر: زیادہ غمگین۔

۱۹- جایت: تیرا ٹھکانا۔ خاکدان: حصہ زمین، مقام۔ آستان: آستانہ، چوکھٹ۔

۲۰- تکیہ کردن: ٹیک لگانا۔ بالین: تکیہ، سرہانا۔

۲۱- زنجیر بر: زنجیر گھسیٹنے والا ، مراد اسیر و پابند۔ مجنوں: عاشق۔ خوب رو: حسین۔

۲۲- داغ: دھبا، نشان مراد صدمہ۔

۲۳- نوک: بہ فتح ہر چیز کا سرا جو تیز ہو۔ سفت: بہ ضم، چھیدا ہوا، سوراخ مراد زخم۔

۲۴- بستر ذلیلاں: یعنی روئے زمین۔ ذلیلاں: ذلیل کی جمع، کمینے۔ مغیلاں: بالضم و بیائے معروف نیز بعض نے کہا کہ بروزن سلیماں ہے۔ درخت خاردار، درخت ببول۔

۲۵ غم را بہ چہ شکل می شماری ؟ شب را بہ چہ روز می گزاری؟
۲۶ تا ظن نہ بری کہ من صبورم؟ نزدیک تو ام اگرچہ دورم
۲۷ غم ناک مشو، کَم از تو غم نیست برسنگ ہنوز شیشہ کم نیست
۲۸ دردت زمن ست گرچہ حالی من نیز نیم زدرد خالی
۲۹ شمعے کہ پرآتش ست تا روز پروانہ کش ست، و خویشتن سوز
۳۰ آبے کہ بہ غرق می کشد فرق او ہم بہ مغاک می شود غرق
۳۱ چوں عشق دلم زدست بہ ربود دل دادن کس کجا کند سود
۳۲ چوں ز آتش تیز پرنیاں سوخت ازسوزن ورشتہ کے تواں دوخت؟
۳۳ چوں درز حصار گشت خنداں پیوند نہ شد بہ آب دنداں
۳۴ بگداخت زسوز دل و جودم وز اَوج فلک گذشت دودم
۳۵ تو گرچہ زعیش تنگ و تاری بارے قدم فراخ داری

۲۵-شب را: رات کو کتنے دنوں میں گزارتے ہو۔ یہاں روز درازی بتانے کے لیے آیا ہے۔

۲۶-ظن: خیال، گمان۔ صبور: نہایت صبر کرنے والا، یا صبر کرنے والی۔

۲۷-کَم: بہ کسر اول اصل میں "کہ ام" ہے۔ بر: بدن، جسم۔

۲۸-دردت: تیرا درد۔ حالی: حالے: ابھی، اس وقت۔ نیم: جدر اصل "نہ ام" ہے یعنی میں نہیں ہوں۔

۲۹-پرآتش: بہ ضم باے فارسی، جلنے والا، جل رہا ہے۔ پروانہ کش: پروانے کو مار ڈالنے والا۔

۳۰-مغاک: بہ فتح، گڑھا، غار۔

۳۱-دل دادن: تسلی دینا۔

۳۲-پرنیاں: بہ فتح اول، نقشہ دار ریشمی کپڑا۔ سوزن: سوئی۔ رشتہ: بہ کسر، دھاگا۔

۳۳-درز: بہ فتح، شگاف۔ حصار: قلعہ۔ آب دنداں: لعاب دہن، تھوک۔

۳۴- گداخت: ماضی مطلق از گداختن پگھلنا۔ اوج: بلندی۔ دودم: یعنی دود آہم۔

۳۵- تنگ و تار: تنگی اور تاریکی۔ قدم فراخ: کشادہ قدم۔

۳۶ گر پیش رواں شوی و گر پس — دستے نہ زند بہ دامنت کس
۳۷ مسکین من مستمند بندی — موقوف سرائے درد مندی
۳۸ خوکردہ بہ گوشۂ ندامت — زندانیِ درد تا قیامت
۳۹ پروردۂ غم شدست جانم — فرسودۂ محنت استخوانم
۴۰ تا بستر تو زمیں شنیدم — من نیز ہماں زمیں گزیدم
۴۱ گر حلہ بر آری از حریرم — بینی ہمہ نسخۂ حصیرم
۴۲ چوں سایہ رود بہ راہ بامن — فرقے نہ کنی زسایہ تامن
۴۳ گنج تو زمایہ گشت دریاب — خورشید تو سایہ گشت، دریاب
۴۴ گرہست ترا یقیں، مرانیست — در ہستی خود کہ ہست یا نیست

۳۶-دستے نہ زند بہ دامنت کس: کوئی شخص تیرے دامن پر ہاتھ نہ مارے گا، یعنی کوئی تیرا دامن نہیں پکڑے گا۔

۳۷-مستمند: حاجت مند۔ بندی: قیدی۔ موقوف: ٹھہرایا ہوا، قید کیا ہوا۔ سرائے: گھر۔

۳۸-خوکردن: عادت بنالینا۔ گوشۂ ندامت: شرمندگی کا گوشہ۔ زندانی درد: درد کا قیدی۔

۳۹-پروردۂ غم: غم کی خوگر۔ فرسودہ: گھسی ہوئی۔ محنت: تکلیف، رنج۔

۴۰-تا: جب سے۔ گزیدم: ماضی مطلق واحد متکلم از مصدر گزیدن بہ ضم کاف فارسی، چن لینا، پسند کرنا، اختیار کرنا۔

۴۱-حلہ: بہ ضم، پوشاک۔ حریر: ریشمی کپڑا۔ مراد ریشمی بدن ہے۔ نسخہ: نشانات، آڑی ترچھی لکیریں۔ حصیر: چٹائی۔ یعنی اگر تو میرے بدن سے پوشاک اتارے تو میرے پورے جسم پر چٹائی کے نشانات نظر آئیں گے۔

۴۲-زسایہ تامن: یعنی میرے اور سایہ کے درمیان۔

۴۳- گنج: خزانہ۔ مایہ: پونجی، سامان۔ دریاب: بہ فتح معلوم کر، خبر لے۔ یعنی مایہ گنج تو ختم گشت دریاب۔

۴۴-ہستی: وجود۔

۴۵ گشتم بہ یگانگی چناں چُست — کیں ہستیِ من زہستی تست
۴۶ ہر خار کہ پائے تو کند ریش — من از دل خود بروں کنم نیش
۴۷ ہر تاب، کہ بر توز آفتاب ست — سوزش ہمہ بر من خراب ست
۴۸ ہر آبلہ، کافتدت بہ رفتار — از دیدۂ من تراوَد آزارِ آں
۴۹ ہر سنگ کہ پہلوے تو خستہ ست — اینک تنِ من ازاں شکستہ ست
۵۰ ہر کوہ، کہ جاے تست غارش — بر جاں و دل من ست بارش
۵۱ ہر باد کہ از رہ تو خیزد — درِ دیدۂ من غبار بیزد
۵۲ من بے تو چنیں بہ غم نشستہ — از ہر کہ بجز تو روے بستہ
۵۳ تنہائی و گوشہ و دردے — وز آب دو دیدہ آب خوردے
۵۴ مشغول بدیں شکنجۂ درد — کاں گم شدہ را کجاست ناورد
۵۵ واں سینۂ بے فراغ چون ست — زندانی بے چراغ چون ست؟
۵۶ اے خار! چو پہلوش کنی ریش — از آتشِ آہِ من بیندیش

۴۵-یگانگی: یکتائی، تنہائی۔

۴۶-ریش: بہ یاے مجہول زخمی۔ نیش: کاٹنے کی تیز نوک (نیز جو چاقو، نشتر اور دیگر اسلحہ میں ہوتی ہے)

۴۷- تاب: گرمی، تپش۔ سوزش: جلن۔ خراب: برباد۔

۴۸- آبلہ: چھالا۔ تراود: مضارع از تراویدن: ٹپکنا۔ آزار: تکلیف۔

۴۹-خستہ: زخمی۔ شکستہ: ٹوٹا ہوا۔ اینک: یہاں۔

۵۰- کوہ: پہاڑ۔ غار: کھوہ، گڑھا۔ بار: بوجھ۔

۵۱- باد: ہوا۔ خیزد: مضارع از خاستن: اٹھنا۔ بیزد: مضارع از بیختن: چھاننا۔

۵۲- بستن: باندھنا۔ روے بستہ: یعنی منہ موڑے ہوئے۔

۵۳- آب خوردن: پانی پینا، سیراب ہونا۔

۵۴- ناورد: جنگ وجدل۔

۵۵- بے فراغ: بے آرام، بے سکون۔ چوں ست: کیسا ہے۔ کس حال میں ہے۔ زندانی بے چراغ: اندھیرے کا قیدی۔

۵۶- بیندیش: فعل امر از اندیشیدن: سوچنا۔

۵۷ اے گرد! چو بر تنش نشینی — باران سرشک ما بہ بینی

۵۸ رو، اے دمِ سَردِ من بہ راہش — خاشاک بچیں زتکیہ گاہش

۵۹ اینم نہ گماں، کہ یار دل سوز — شبہا بہ وصال می کند روز

۶۰ در کوے دگر ہمی زندگام — بایار دگر ہمی کشد جام

۶۱ گر یار نو آمدت در آغوش — از یار کہن، مکن فراموش

۶۲ بے گانہ مشو چنیں بہ یک بار — آخر حقِ صحبتے نگہ دار

۶۳ گر بادہ وگر خمار بودیم — روزے من و تو نہ یار بودیم؟

۶۴ گر لالہ و سرو در شمار ست — آخر خس و خار ہم بہ کار ست

۶۵ گیرم کہ تراست لعل در چنگ — مفگن بہ دکان شیشہ گر سنگ

۶۶ گر تو خوش ای از ہمائے دیدن — نتواں سر ماکیاں بریدن

۵۷-برتنش: اس کے بدن پر۔ سرِشک: آنسو۔

۵۸-دم سرد: مرکب توصیفی، ٹھنڈی سانس۔ خاشاک: تنکا۔ بچیں: فعل امر از چیدن: چننا۔

۵۹-اینم نہ گماں: مرا ایں گماں نیست۔ دل سوز: دل جلا۔

۶۰-ہمی زندگام: قدم رکھتا ہے، جاتا ہے، ہمی کشد جام: پیالا کھینچتا ہے یعنی شراب پیتا ہے۔

۶۱-یارنو: نیا معشوق۔

۶۲-بے گانہ: انجان۔ یک بار: ایک دم، بالکل۔ صحبت: دوستی، قربت۔ نگہ دار: خیال رکھ۔

۶۳-بادہ: شراب۔ خمار: بہ ضم، نشہ، نشہ اترنے کے فوراً بعد کی اعضا شکنی اور درد سر وغیرہ۔

۶۴-لالہ: ایک طرح کا سرخ پھول۔ سرو: ایک سیدھا مخروطی، خوشنما درخت۔ خس: بہ فتح کوڑا، تنکا، گھاس۔

۶۵- گیرم: مضارع از گرفتن یعنی میں مانتی ہوں۔ لعل: ایک سرخ قیمتی جوہر۔ چنگ: چنگل، پنجہ۔ مفگن: فعل نہی از فگندن ڈالنا، پھینکنا۔

۶۶-ہما: ایک خیالی مبارک پرندہ۔ ماکیان: مرغی۔ بریدن: کاٹنا۔

۶۷ کو آں نفس وفا شمردنی در کش مکش نیاز مردن

۶۸ گفتی سخنے ز دوست داری پس روے بتافتی زیاری

۶۹ دیدی کہ ، بہ معرض ہلاکم چوں باد بروں شدی زخاکم

۷۰ بیگانہ صفت خرام کردی بیگانگی تمام کردی

۷۱ بسیار مئے جفا چشیدی بے خوابی و بے دلی کشیدی

۷۲ اکنوں کہ بہ وصل خفتہ ای شاد ہم خوابۂ نو مبارکت باد

۷۳ بخت من اگر زمن شد آزاد آں را کہ رسید، یار اُو باد !

۷۴ با ایں ہمہ دوست دارد یارم بایار تو نیز دوست دارم

۷۵ او گرچہ کہ دشمنے است در پوست از دوستیت گرفتمش دوست

۷۶ ممکن نہ بود چوں بر عدو زور شوریدہ بمانم ، ارکنم شور

۷۷ چشمے کہ کند ستیزہ باخار بندد رہ روشنی بہ مسمار

۶۷- کو: بالضم بہ واو معروف کلمہ براے استفہام معنی کہاں گیا۔ کش مکش: کھینچا تانی۔ نیاز: عاجزی، دوستی۔

۶۸- روے بتافتی: تونے منہ موڑلیا۔

۶۹- بہ معرض ہلاکم: من بہ جاے ہلاک استم۔ بروں شدی: بہ کسر، باہر ہوگیا، گزرگیا۔

۷۰- بے گانہ صفت: غیروں جیسی۔ خرام: رفتار، چال۔ بے گانگی: بے تعلقی۔ تمام: پورا، مکمل۔

۷۱- مئے جفا چشیدی: تونے ظلم کی شراب چکھی یعنی تکلیف برداشت کی ۔ بے دلی: دل برداشتگی۔

۷۲- شاد: خوش۔ ہم خوابۂ نو: نئی ہم خواب نئی محبوبہ۔

۷۳- آں راکہ رسید: نزد آں کس رسید۔

۷۴- باایں ہمہ: اس کے باوجود۔

۷۵- در پوست: باطن میں۔

۷۶- عدو: دشمن۔ شوریدہ: پریشان۔

۷۷- ستیزہ: لڑائی، جنگ، حاصل مصدر از ستیزیدن: بہ کسر اول، لڑنا۔ بندد: مضارع از بستن: باندھنا، بندکرنا۔ مسمار: بہ کسر، لوہے کی میخ، کیل۔

۷۸ آں یار کہ دوست داشت یارم — دشمن بُوم، ار نہ دوست دارم

۷۹ گر تو نہ کنی بہ مہر یادم — از تربیت غم تو شادم

۸۰ آں کس کہ زند ز عاشقی دم — از خوردن غم کجا خورد غم

۸۱ آتش زدہ ای مرا بہ خرمن — ترسم کہ کنی گلہ ہم از من

۸۲ سیلے کہ زند طپانچہ برسنگ — خود نالہ زناں رود بہ فرسنگ

۸۳ چوں باز کشی ز دوست دامن — بازیچہ شوی زگفتِ دشمن

۸۴ عشق از تو مگر غبار خود رُفت — کازردہ ہمی شوی ز ہر گفت

۸۵ مرغے کہ بہ شاخ دل نہ بندد — طیرہ شود، ار گلے بہ خندد

۸۶ نکشاید ایں دلِ زبونم — کز گریہ گرہ شدہ است خونم

۸۷ بگذشت چو زہرِ من ز تریاک — تو دیر بزی، کہ من شدم خاک

۷۸- آں یار کہ: بہ جاے مفعول۔ بوم: بہ ضم اول و فتح ثانی صیغہ واحد متکلم مضارع از بودن: ہونا۔

۷۹- مہر: بہ کسر، محبت، رحم، شفقت۔ تربیت: پرورش۔ شادم: میں خوش ہوں۔

۸۰- دم زدن: دم مارنا، دم بھرنا، دعویٰ کرنا۔

۸۱- خرمن: بہ کسر، کھلیان۔ مرا بہ خرمن: یعنی بہ خرمنِ من۔ ترسم: مضارع از ترسیدن: ڈرنا۔ گلہ: شکوہ، شکایت۔

۸۲- سیلے: نکرۂ سیل بمعنی سیلاب طپانچہ، طمانچہ۔ نالہ زناں: (اسم حالیہ، حال) فریاد کرتا ہوا۔ فرسنگ: یعنی میلوں۔ (تین میل)

۸۳- دامن باز کشیدن: پرہیز کرنا، جدائیگی اختیار کرنا۔ بازیچہ: کھلونا۔ اس میں کلمۂ ”چہ“ نسبت کے لیے ہے۔

۸۴- مگر: شاید۔ رفت: بہ ضم ماضی از رفتن: جھاڑنا، بُہارنا۔ کازردہ: کہ آزردہ۔

۸۵- دل نہ بندد: دل نہیں لگاتا، بندد: مضارع از بستن بمعنی باندھنا۔ طیرہ: بہ فتح غصہ، غضب و بہ کسر خفت وسبکی وخجالت وعیب۔

۸۶- دل زبونم: میرا عاجز دل۔ گرہ شدہ است: جم گیا ہے۔

۸۷- تریاک: زہر کی دوا، افیون، تریاق۔ بزی: امر از زیستن، دعائیہ جملہ ہے: تو بہت دنوں تک زندہ رہ۔

۸۸ دردِ تو رفیقِ جانِ من باد هم خوابۂ خاک دانِ من باد!

۸۹ چوں خوانده شد ایں ورق تمامی دل سوختہ ، پختہ شد زخامی
۹۰ غلطید میان خاک لختے چوں باد زده ، کہن درختے
۹۱ پس قاصد نامہ را بفرمود کارد قلمے و کاغذے زود
۹۲ قاصد بہ سوے قبیلہ شد راست و آورد و سپرد آں چہ او خواست
۹۳ دیوانہ زراز پرده برداشت می ریخت غمے کہ در جگر داشت
۹۴ اول بہ گہ قلم گذاری کرد از سر خستگی و زاری

"جواب نوشتن مجنوں مرفوع القلم از سیاہی آب ناکِ دیده نامۂ جراحت لیلیٰ را و ریشہ ہاے سر بستہ از نوک قلم خاریدن، وخون سوختہ بر ورق چکانیدن"۔

۱ آغاز سخن بہ نام شاہے کاراست چو چرخ بارگاہے

۸۸- ہم خوابہ: ساتھ میں سونے والا۔ خاکدان: مراد قبر۔

۸۹- ورق تمامی: پورا خط۔ دل سوختہ: جلا ہوا دل یعنی عشق سے بھرا ہوا دل۔

۹۰- غلطید: ماضی مطلق از غلطیدن: لڑھکنا، لوٹنا۔ لختے: تھوڑی دیر۔ باد زدہ: ہوا لگا ہوا، آندھی زدہ۔

۹۱- کارد: کہ آرد، آرد مضارع از آوردن: لانا۔ زود: جلد۔

۹۲- قاصد: نامہ بر، ایلچی۔ شد: بمعنی رفت۔

۹۳- دیوانہ: یعنی مجنوں۔ می ریخت غمے: یعنی دل وجگر کی غمناک باتیں تحریر کردیں۔

۹۴- اوّل: سب سے پہلے۔ گہ: گاہ کا مخفف، وقت۔ سر کردن: شروع کرنا۔ انجام کو پہونچانا۔ خستگی: دلگیری۔ زاری: رونا دھونا۔

جواب مجنوں سوے لیلیٰ

۱- کاراست: کہ آراست، آراست از آراستن: سنوارنا۔ چرخ: آسمان۔

۲ خورشید فروز، انجم آرائے　　بینا کن عقل، معرفت زائے

۳ سازندۂ گوہر شب افروز　　روزی دہ جانور، شب و روز

۴ دیباچہ کشائے باغ و بستاں　　گویا کنِ بلبلاں بہ دَستاں

۵ برتر زنشانہ گاہِ فرہنگ　　نزدیک شکستگانِ دل تنگ

۶ در مکتب ''کن'' صحیفہ پیوند　　بر ''کن مکنِ'' جہاں خداوند

۷ صنع از کمر قضاش طرفے　　''حٰـــمٓ'' زحمد اودو حرفے

۸ زاں صنع کہ کائنات چیزے است　　ملک ازل و ابد پشیزے است

---

۹ زیں گونہ زنافہ پوست کندہ　　پس بوئے جگر بروں فگندہ

۲- خورشید فروز: سورج کو روشن کرنے والا۔ انجم آرائے: ستاروں کی سجاوٹ کرنے والا۔ انجم: بہ فتح اول وضم جیم ستارے، یہ نجم کی جمع ہے۔ بینا کن عقل: عقل کو بینائی عطا کرنے والا، شعور بخشنے والا۔ معرفت زا: معرفت پیدا کرنے والا۔ زائے: امر از زائیدن: پیدا کرنا۔

۳- سازندہ: اسم فاعل قیاسی از ساختن: بنانا۔ گوہر شب افروز: رات کو روشن کرنے والا موتی۔ روزی دہ: روزی دینے والا۔

۴- دیباچہ: چہرہ، رخسار، آغاز کتاب۔ بستاں: بہ ضم، مخفف بوستاں۔ گویا کن: گویائی عطا کرنے والا۔ بلبلاں: جمع بلبل۔ دستاں: بہ فتح، یعنی نغمہ، گیت۔

۵- فرہنگ: عقل وفہم، زیرکی۔ شکستگان: اسم مفعول صیغۂ جمع۔ دل تنگ: پریشاں حال، رنجیدہ

۶- کن مکن: یعنی امر ونہی۔ خداوند: مالک، قدرت والا۔

۷- صنع: بہ ضم، کاری گری۔ قضا: حکمِ ربانی۔ طرف: گوشہ، حصہ۔ حٰم: مراد از حٰم سورہ قرآن۔ معنی مصرع اول یعنی عالم مصنوعات از قضائے ربانی کہ محیط ہمہ چیز است جز وقلیل ست۔ (حسرت)

۸- پشیز: بہ فتح بروزن کنیز، سب سے چھوٹا سکہ، پیسہ۔

۹- زیں گونہ: اس طرح۔ نافہ: مسک کی تھیلی جو ہرن کی ناف سے نکلتی ہے۔ پوست: چھلکا، کھال۔ کندہ: از کندن: بہ فتح کھودنا۔ اتارنا، ادھیڑنا۔ بروں فگندہ: باہر ڈال دی۔ (اس نے پہلے حمد الٰہی بیان کی اس کے بعد دل پرخون کی داستان لکھی)

۱۰ کیں قصۂ محنت از غمینے — برسیم برے و نازنینے

۱۱ یعنی ، زمن خراب و رنجور — نزدیک تو اے! زمن شدہ دور

۱۲ بگذار زمن عتاب روزی — چندم بہ عتاب تلخ سوزی

۱۳ من خود ز زمانہ در ہلاکم — تو نیز مکش بہ خون و خاکم

۱۴ اکنوں کہ زدست شد عنانم — از طعنہ چہ می زنی سنانم؟

۱۵ با تو بہ دلم دگر نہ گنجد — حقا! کہ خیال در نہ گنجد

۱۶ باد ار چہ گل آردم زکویت — گل نہ نگرم از برائے رویت

۱۷ خواہم شب تیرہ با تو شینم — تا سایۂ برابرت نہ بینم

۱۸ باغیر چہ کار، تاتو ہستی؟ — در قبلہ خطاست ، بت پرستی

۱۹ عشق از دو صنم بود عناں تاب — چوں دیں ز توجہ دو محراب

۱۰- کیں: کہ ایں۔ محنت: مصیبت۔ غمین: غم گین۔ سیم بر: چاندی جیسے بدن والا ، گورے بدن والا۔ نازنین: نازک بدن۔

۱۱- خراب: بدحال۔ رنجور: رنجیدہ۔ نزدیک تو: ترے پاس یعنی تیرے نام۔

۱۲- بگذر: امر از گذشتن: چھوڑنا۔ درگذر کرنا۔ عتاب: غصہ، غضب۔ چندم: یعنی مرا تا چند روز۔ تلخ: کڑوا۔ سوزی: از سوختن جلانا۔

۱۳- ززمانہ: زمانہ کے سبب سے۔ ہلاک: ہلاکت، تباہی۔ خاک وخون: یعنی قلق واضطراب۔

۱۴- عنان: لگام، باگ ڈور۔ زدست شد عنانم: میرے ہاتھ سے باگ ڈور چھوٹ گئی۔ سنان: بہ کسر نیزہ کی نوک۔ از طعنہ: یعنی مرا از تیر طعنہ چہ می زنی۔

۱۵- حقا: خدا کی قسم، سچی بات، حقیقت میں۔

۱۶- ارچہ: اگرچہ۔ آردم: آرد نزد من۔ نہ نگرم: فعل مضارع منفی معروف از نگریستن بہ کسر دیکھنا۔

۱۷- شب تیرہ: اندھیری رات۔ شینم: مخفف نشینم۔ (سایہ تاریک رات میں نہیں ہوتا)۔

۱۸- چہ کار: کیا کام، کیا واسطہ۔ تاتو ہستی: جب تک تو موجود ہے۔ قبلہ: کعبہ۔ خطا: گناہ۔

۱۹- عناں تاب: گھوڑا جو لگام کے اشارے پر پھرے۔ عنان تافتن: روگردانی کرنا۔

۲۰ جاں رفتہ زسینہ ، دیر شد دیر
نبود بہ یکے میاں دو شمشیر

۲۱ در سینۂ من کہ می کند ، سیر
اندیشۂ تست، نے غمِ غیر

۲۲ نیلو فرِترکہ تازہ روے ست
از چشمۂ خور، نہ زآب جوے است

۲۳ یک دل ز تو شد غبار ہر کو
بہر دگرے ، دل دگر کو؟

۲۴ غیر تو ، و پس دریں دل گم!
یک دیدہ و آں گہے دو مردم!

۲۵ تا یک سر مو بود بہ جایت
موئے نہ کشم سر از ہوایت

۲۶ تادر سرِ شمع نور باشد
پروانہ کجا صبور باشد

۲۷ نزدیک بہ مردنم ز دوری
دور از تو ، وآں گہے صبوری

۲۸ ایں جامن و دل ستانم ، آں جاست
آں جاست دلم، کہ جانم آں جاست

۲۹ من تنگ دلم ، تو در دل تنگ
صحبت دو مکن ، بہ منزل تنگ

۳۰ آنرا کہ دو یار در دل آید
شک نیست ، دل فراخ باید

۲۰- جان رفتن: جان نکلنا۔ دیر شدن: تاخیر ہونا۔

۲۱- اندیشہ: خیال۔

۲۲- نیلوفرتر: شگفتہ کنول۔ خور: مخفف خورشید بمعنی آفتاب۔ آب جو: نہر کا پانی۔

۲۳- کو: کوچہ، گلی۔ دوسرے مصرعے میں کو: بمعنی کہاں۔

۲۴- مردم: بہ فتح اول وضم دال، آنکھ کی پتلی

۲۵- سرمو: بال برابر۔ ہوا: بہ فتح : محبت۔
مطلب: جب تک ایک بال کے برابر بھی تیرے لیے میرے دل میں جگہ رہے گی۔ بال برابر بھی تیری محبت سے سرکشی نہ کروں گا۔

۲۶- نور: روشنی۔ صبور: صبر کرنے والا۔

۲۷- نزدیک: یعنی من از دوری تو قریب مرگ ہستم۔

۲۸- دل ستانم: دل ستانِ من: میرا دل جانے والا (محبوب)

۲۹- صحبت: ہم نشینی۔

۳۰- شک نیست: بے شک۔ فراخ: کشادہ

۴۱ گر گرد سپہر بے طریقم تہمت زدہ ای دگر رفیقم

۴۲ نے خواہش دل مرا بداں داشت کز قبلہ بہ بت نظر تواں داشت

۴۳ بنشاند مراچنیں برادر حکم پدر و رضائے مادر

۴۴ مہرے کہ بہ سینہ داشت رویم بر روے پدر چگونہ گویم؟

۴۵ آں یار کہ جز تو در کنا رست سروست و مرادرخت خاراست

۴۶ گر گل بودم بہ دیدہ یاخار اولی تر ازاں کہ روے آں یار

۴۷ دعواے وفا کنم کہ یارم پس از تو بہ جز تو چشم دارم؟

۴۸ چشمت چو کند بہ روے من ناز در روے تو دیدہ چوں کنم باز ؟

۴۹ بادام دو مغز در یکے پوست از غایتِ سخت چشمیِ اوست

۵۰ زاں مہ کہ چو شب رمیدم از نور جز یک نظرش نہ دیدم از دور

۴۱- سپہر: بہ کسر سین و فتح باے فارسی و ہاو را ساکن بمعنی آسمان، فلک۔ بے طریق: بے راہ، گمراہ۔

۴۲- نے خواہش: خواہش دل مرا بداں حال نہ داشت۔

۴۳- بہ نشاند: اصل عبارت یوں ہے: حکم برادر و پدر و رضاے مادر مرا بہ چنیں حال نشاند۔

۴۴- مہر: محبت

۴۵- کنار: بہ کسر، بغل، آغوش، گود۔ سرو: یعنی اگر واقع میں وہ کوئی خوشنما درخت ہو جب بھی میرے لیے خار ہے۔ مرا: براے من۔

۴۶- گل: بہ ضم چنگاری، اخگر۔ مطلب: میری آنکھ میں چنگاری یا کانٹے کا چبھ جانا اس نئے معشوق کا چہرہ دیکھنے سے بہتر ہے۔

۴۷- پس از تو: تیرے بعد۔ چشم دارم: امید رکھوں۔

۴۸- در روے تو: تیرے سامنے۔ چوں: کیسے۔ باز: کھولنا۔

۴۹- سخت چشمی: سوخی و بے حیائی۔

۵۰- زاں مہ (معشوق) چنیں رمیدم چوں شب از نور، و از اسواے یک نظر از دور نہ دیدم۔

۴۱ ہر چند بہ عقد بود جفتم — نادیدہ رخش، طلاق گفتم

۴۲ گر بود نظر بہ دل فروزے — دیدار توام مباد، روزے

۴۳ در سر نہ کنم دوئی ہمہ گاہ — گر سر دو کنی بہ تیغ کیں خواہ

۴۴ مومن بہ وفا دو روے نہ بود — ور ہست یگانہ گوے نہ بود

۴۵ برمن چہ کشی بہ خشم شمشیر؟ — من خود شدہ ام زجان خود سیر

۴۶ بے قیمت و قدر و خوار و کاہاں — چوں مرکب کور پادشاہاں

۴۷ بیدار براے آخریں خواب — چوں اُشتر عید و گاوِ قصّاب

۴۸ امروز کہ من بدیں خراشم — تو نیز مزن، بہ دور باشم

۴۹ جاں کز تو رمید، زخم غم خورد — تن نیز دریں شکنجہ خم خورد

۵۰ آں دل کہ کشد ز دوست دامن — ناچار خورد قفاے دشمن

۴۱- جفت: یعنی بیوی۔

۴۲- دل فروز: دل روشن کرنے والا (محبوب) دیدارتوام مباد: مراد دیدارتو مباد۔

۴۳- دوئی: غیریت، جدائی۔ ہمہ گاہ: ہر وقت، کسی وقت۔ کیں خواہ: دشمنی چاہنے والا۔ (دشمن)

۴۴- دو رو: دور خا۔ ور: اور اگر۔ یگانہ گوے: موحد، مومن۔

۴۵- خشم: غصہ۔ سیر: بہ کسر، آسودہ، بیزار، رنجیدہ۔

۴۶- خوار: ذلیل۔ کاہاں: خس خاشاک یعنی حقیر۔ مرکب کور: اندھی سواری۔

۴۷- آخریں خواب: آخری نیند یعنی موت۔ اشتر: بہ ضم، اونٹ۔ گاو: گائے۔ قصاب: بہ فتح قاف وتشدید صاد قسائی۔

۴۸- خراش: زخم۔ بہ دور: با زائد ہے۔

۴۹- خم خورد: ٹیڑھا ہو گیا۔

۵۰- کشد: مضارع از کشیدن، کھینچنا۔ ناچار: مجبوراً خورد: مضارع از خوردن کھانا۔ قفا: بہ فتح، گردن اور سر کا پچھلا حصہ اور مطلق پیچھے کے معنی میں بھی استعمال ہے، گھونسا۔ قفاے دشمن: دشمن کا گھونسہ۔ قفا خوردن: گھونسے کھانا۔

۵۱ یارے کہ بُرد زصحبت یار — منظوم شود بہ سلک اغیار؟
۵۲ در کوئے تو دل کہ بوئے جاں یافت — گم گشت چناں کہ کم تواں یافت
۵۳ گر باز بیابم آں دل گم — نہ دہم بہ مہ، آں گہے بہ مردم
۵۴ جانے ست بہ موئے تو گرفتار — خواہش بہ بند و خواہ بگذاز
۵۵ مرغے کہ قفس بریخت از تن — بیہودہ بود قفس شکستن
۵۶ گر جاں زپئے رحیل شد چست — غم نیست، کہ جان من غم تست
۵۷ جاں حیف بود، بہاے ایں غم — آخر غم تست، چوں زنم کم؟
۵۸ ہر جا کہ کنم نشست برخاست — چوں درنگرم، غم تو آں جاست
۵۹ شبہا زغمت بہ سوز من کیست — من دانم و شب کہ روز من چیست
۶۰ ہمسایہ نہ خفت زآہ سختم — وزخواب ابد نہ خاست بختم
۶۱ خوابم نہ اگر زیاد ماہے — یابم زخیال تکیہ گاہے

۵۱- منظوم: پرویا ہوا۔ سلک: بہ کسر لڑی۔
۵۲- بوئے جان: یعنی زندگی کی رمق۔ کم تواں: کم بمعنی نفی۔
۵۳- باز بیابم: واپس پا جاؤں ۔ دل گم: یعنی دل گم گشتہ۔
۵۴- خواہش: خواہی مضارع از خواستن: چاہنا اورش بمعنی اس کو۔
۵۵- قفس: پنجڑا۔ بیہودہ: بے کار۔
۵۶- رحیل: کوچ۔ روانگی، رحلت۔ چست: تیار۔
۵۷- حیف: افسوس۔ بہا: قیمت۔ زنم کم: حقیر و فرومایہ شمارم۔
۵۸- چوں درنگرم: جب غور کرتا ہوں۔ خاست: ماضی از خاستن: اٹھنا۔ نشست یا خاست: نشست و برخاست، اٹھنا بیٹھنا، مجلس۔
۵۹- شبہا: شب کی جمع۔ سوز: سوزش۔
۶۰- ہم سایہ: پڑوسی۔ خواب ابد: ہمیشگی کی نیند (موت) نہ خاست بختم: میری قسمت بیدار نہ ہوئی۔
۶۱- ماہے: یعنی محبوب۔

۶۲ در خواب چو دامن تو گیرم بیدار شوم ، و لے بمیرم

۶۳ خفتن چو بہ جز چنیں نہ دانم می ترسم از آں کہ خفتہ مانم

۶۴ فریاد کہ دل و بال من شد رسوائیِ من جمال من شد

۶۵ برخاکِ درِ تو سنگسارم ورسنگ طلب کنی ، نہ دارم

۶۶ بیں برتن من نشانِ خاشاک چوں ہندسۂ بہ تختۂ خاک

۶۷ پشتم کہ رقم ہزار دارد جدول ز خراش خار دارد

۶۸ از خار مرا کبودی تن گوئی زدہ اند ، جملہ سوزن

۶۹ پہلوے بنفش من نگر چیست چوں ابروے وسمہ کردۂ تست

۶۲-خواب : نیند سپنا۔ گیرم: گرفتن سے، پکڑنا۔ بمیرم: مردن سے مرجانا۔عشق کی موت مراد ہے۔

۶۳- خفتہ مانم: سویارہ جاؤں یعنی مرجاؤں۔

۶۴-فریاد: دہائی۔ وبال: عذاب، مصیبت۔ جمال: حسن، خوبصورتی، زینت۔ رسوائی: ذلت، خواری۔

۶۵- سنگ سارم: مجھ پر بہت پتھر برسائے گئے۔ (اس لیے میرے پاس پتھروں کا ڈھیر ہے۔(سار کلمۂ کثرت بھی ہے)

۶۶- بیں: امر از دیدن: دیکھنا۔ خاشاک: تنکا۔ ہندسہ: شکل، عدد، گنتی، اشکال ہندسیہ۔ تختہ خاک: منجماں را تختۂ حساب می باشد کہ براں خاک انداختہ نقوش حسابِ طالع درست کنند (نجومیوں کا تختۂ حساب، ممکن ہے کہ اس پر خاک ڈال کر حسابِ طالع کے نقوش درست کرتے ہوں۔(غیاث) ۱۲حسرت۔

۶۷- پشتم: میری پیٹھ۔ رقم: تحریر، نقش ونگار۔ جدول: بہ فتح اول وثالث نقشہ لکیر۔ خراش: کھرونچ۔

۶۸- کبودی: بہ فتح نیلا ، نیلگوں ، آسمانی گوئی..................: یعنی در جملہ بدن سوزن زدہ اند۔ سوزن: سوئی۔

۶۹-بنفش: نیل گوں ، کبود رنگ منسوب بہ بنفشہ بہ فتح اول وضم نون: گیا ہے ست دوائے، درخفش بغایت پست باشاخہاے باریک وگلش برنگ کبودی باشد۔از برہان۔ ودر موید و مدار و کشف بہ ضمتین۔ (غیاث) وسمہ کردہ: رنگا ہوا۔خضاب کیا ہوا۔

۷۰ چوں تن بہ فراق اسیر باشد — خار و خسکش حریر باشد
۷۱ بار رنج خودم چناں خوش افتاد — کز راحت کس نہ نیادم یاد
۷۲ اشترکہ بہ خار، خوے دارد — حلوہ دہی اش، چہ روے دارد
۷۳ آں مرغ چہ ترسد از بطانہ — کو، خار خورد بہ جاے دانہ
۷۴ من دور ز تو، غبار در چشم! — نے نے غلطم، کہ خار در چشم
۷۵ تو پاے زخار من نگہ دار — دامن زغبار من نگہ دار
۷۶ گر تیغ زنی، بر آستانم — من بندہ بہ دوستی ہمانم
۷۷ از من بہ گماں، چناں رمیدی — کز کوے وفا، عناں کشیدی
۷۸ تو فارغ و دل بسے فغاں زد — بر ماہ طپانچہ چوں تواں زد
۷۹ آسودہ کہ بافراغ دل زیست — او کے داند، کہ سوز دل چیست
۸۰ باغے کہ خزاں نہ دیدہ باشد — برگ و گلش آرمیدہ باشد

۷۰- فراق: جدائی۔ اسیر: قیدی، گرفتار۔ خسک: بہ ضمتین ایک قسم کا سہ گوشہ کانٹا، گوکھرو۔ حریر: ریشم۔

۷۱- رنج: تکلیف۔

۷۲- خوے دارد: عادی ہوتا ہے۔ دہی: مضارع از دادن دینا۔ چہ روے دارد: کیا توجہ کرے گا۔ کیا رغبت رکھے گا۔

۷۳- بطانہ: پیٹ بڑا ہونا۔ کو: کہ او۔

۷۴- نے نے: بہ فتح نہیں نہیں۔

۷۵- نگہ دار: حفاظت کر۔

۷۶- تیغ: بہ کسر، تلوار۔

۷۷- رمیدی: ماضی مطلق از رمیدن بھاگنا۔ عنان کشیدی: تو نے لگام موڑ لی، تو نے منہ موڑ لیا۔

۷۸- فارغ: بے فکر۔ بسے: بہت۔ فغاں زد: نالہ و فریاد کرتا ہے۔ ماہ: چاند۔

۷۹- آسودہ کہ: جس خوش حال نے۔ فراغ دل: سکون دل۔ زیست: زندگی (یعنی زندگی گزرانید) او کے داند: اسے کیا معلوم۔

۸۰- خزاں: بہ فتح پت جھڑ کا موسم۔ برگ: پتی۔ آرمیدہ باشد: آرام سے ہوں گے۔ (تروتازہ ہوں گے)

۸۱ یارے کہ دلش زمہر پاک است او را ز گزند من چہ باک است
۸۲ ترکے ، کہ بر آہو افگند تیر خوش دل شود از ہلاک نخچیر
۸۳ شاہیں کہ دہد کلنگ راخم از رنج دلش ، کجا خورد غم؟
۸۴ برداشتہ ام زخویشتن دل بسم اللہ اگر کنند بسمل
۸۵ چوں برسر گنج پاس دارم از تیغ چرا ہراس دارم
۸۶ شب رو، کہ برد زبانۂ نور جلاد بہ دشنہ ہست معذور
۸۷ برکشتن من چو کام گاری مردار شدن چرا گذاری؟
۸۸ میشے ، کہ زجاں فتد بہ تاپاک ہم تیغ شباں سرش برد پاک
۸۹ شد سوختہ جانِ ناشکیبم تاکے بہ زباں دہی فریبم؟
۹۰ بس ابر کہ تند سر بر آرد آواز دہد ، ولے نہ بارد
۹۱ دل ہا بہ ستیزہ خست نتواں قارورہ بہ رہ شکست نتواں

۸۱- مہر: بہ کسر محبت ، الفت۔ گزند: تکلیف، رنج۔ باک: ڈر، خوف۔

۸۲- ترک: بہ ضم محبوب۔ آہو: ہرن۔ نخچیر: شکار۔

۸۳- شاہین: (ایک شکاری پرندہ) کلنگ: بہ ضم اول وفتح ثانی ایک مٹیالا لمبی گردن کا پرندہ۔

۸۴- بسمل: بہ کسر اول وثالث زخمی، گھائل۔

۸۵- پاس دارم: حفاظت کررہا ہوں۔ گنج: خزانہ۔ ہراس: خوف۔

۸۶- شب رو: بہ فتح را، رات کا چلنے والا (چور) زبانہ: بہ فتح وبہ ضم شعلہ، لو۔ دشنہ: بہ فتح وکسر، خنجر۔ برد: بہ فتح اول وثانی مضارع از بردن: لے جانا۔

۸۷- کام گاری: کامیابی۔

۸۸- میش: بہ کسر ، بھیڑ۔ تاپاک: بے قراری۔ شباں: بہ ضم چرواہا۔ سرش برد پاک: اس کا سر اڑا دیتا ہے۔

۸۹- ناشکیب: بے قرار۔

۹۰- بس: بہ فتح، بہت، کافی۔ تند: بہ ضم، تیز۔

۹۱- ستیزہ: بہ کسرتین دیائے مجہول، جنگ، لڑائی، جھگڑا۔ قارورہ: شیشہ، شیشی۔

۹۲ بر بے گنہ ، آں کہ شد ، ستم سنج — آخر بود از ندامتش رنج
۹۳ آں گرگ بود ، نہ آدمی زاد — کز خوردن خوں ، دمے شود شاد
۹۴ وزدے ، کہ بہ تاب رشتہ پیوست — مالد بہ فسوس دست بردست
۹۵ فریاد ، کہ خوردی ام ہمہ خوں — زیں فتنہ خلاص ، چوں بود ، چوں
۹۶ زنجیر گسستن ست کارم — موئے زتو بکسلم ، نیارم
۹۷ گیرم نہ دہی ، زوصل بویم — کم زاں کہ ، نگہ کنی بہ سویم
۹۸ بردار ز مطرح ہلاکم — افتادہ رہا مکن بہ خاکم
۱۰۰ چوں ثبت شد آں چہ بود شایاں — واں نامۂ درد شد بہ پایاں
۱۰۱ تاریخ فراق پادرش کرد — عنوانِ سر شک بر سرش کرد
۱۰۲ بہ سپرد بہ قاصد سبک سیر — تابستد و بر پرید چوں طیر

۹۲- ستم سنج: ظلم ڈھانے والا۔
مطلب: آں کہ بر بے گناہ ظلم وستم می کند، آخر کار او از ندامت می رنجد۔
۹۳- گرگ: بہ ضم، بھیڑیا۔ آدمی زاد: آدمی
۹۴- وزد: بہ ضم، چور۔ تاب: روشنی۔ رشتہ پیوستن: رشتہ جوڑنا۔ مالد: مضارع از مالیدن: ملنا۔
۹۵- خوردی ام: ہمہ خون من خوردی۔
۹۶- گسستن: بہ ضم اول وفتح ثانی، توڑنا۔ کسلم: بہ ضم مضارع واحد متکلم از گسیختن: توڑنا، ٹوٹنا۔
۹۷- گیرم: میں مانتا ہوں۔ کم ازاں: کم سے کم۔ سوی: طرف۔

۹۸- مطرح: بہ فتح اول وثالث۔ چیز ڈالنے کی جگہ (جگہ) ہلاکم: بہ فتح۔ رہا: بہ فتح۔ چھوٹا ہوا۔
۹۹- ثبت شد: لکھا گیا۔ شایاں: مناسب، لائق۔ پایاں: انتہا، شد بہ پایاں: انتہا کو پہنچا یعنی مکمل ہوا۔
۱۰۰- پادرش کرد: اس کے نیچے تحریر کیا۔
۱۰۱- سبک سیر: بہ فتح اول وضم ثانی، تر رفتار۔ ستد: بہ کسر اول وفتح ثانی از ستدن: لینا۔ طیر: بہ فتح، پرندہ۔
۱۰۲- ورق: مراد خط۔ نازنین: مراد لیلیٰ۔ غنچہ: کلی۔ کنار: بغل، گود۔ یاسمین: چمبیلی۔

۱۰۳ برد آں ورق و بہ نازنیں داد غنچہ بہ کنار یاسمیں داد
۱۰۴ چوں نامہ بدید ماہ بے صبر از نومیدی گریست چوں ابر
۱۰۵ بکشاد و بخواندش و بہ سنجید در ہر ورقے بہ درد پیچید
۱۰۶ از پوزش عذر بے کرانش تسکین تمام یافت جانش
۱۰۷ از خواندن نامہ چوں پرداخت تعویذ گلوے خویشتن ساخت

⦿⦿⦿

۱۰۳-ماہ بے صبر: مراد لیلیٰ۔ نومیدی: ناامیدی ۔گریست: ماضی مطلق از گریستن : بہ کسر رونا۔ابر: بہ فتح بادل۔

۱۰۴- سنجید: ماضی مطلق از سنجیدن: تولنا،غور کرنا۔پیچید: ماضی مطلق از پیچیدن، لپٹنا، لپیٹنا۔

۱۰۵-پوزش: معذرت، معافی ۔ بے کراں: بے انتہا۔ تسکین تمام: پورا سکون، مکمل اطمینان۔

۱۰۶- پرداخت: ماضی مطلق از پرداختن : فارغ ہونا۔ گلو: بہ ضم کاف فارسی، گلا۔

⦿⦿⦿

مولانا جلال الدین رومی

وفات ——— ۱۲۰۷ء

بلخ میں پیدا ہوئے، باپ کے زیرِ سایہ ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی جو خود ایک بلند مرتبہ صوفی تھے، پھر مشہور بزرگ حضرت شمس تبریزی کی رہنمائی میں سلوک و معرفت کی راہیں طے کیں وہ فارسی زبان کے سب سے بڑے صوفی شاعر تھے جن کی تصنیف ''مثنوی معنوی'' تصوف کا عظیم شاہکار تصور کی جاتی ہے۔

انھوں نے اپنی اس بلند پایہ تصنیف کے ذریعہ اسلامی فلسفہ و تصوف کو عقل و شعور کی کسوٹی پر پرکھ کر پیش کیا۔ یہ مثنوی چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس میں چھبیس ہزار اشعار ہیں۔ ان کی غزلوں کا مجموعہ ''دیوان شمس تبریز'' کے نام سے مشہور ہے۔ عشق حقیقی کے جذبات سوز و گداز اور جوش بیان مولانا کی غزلوں کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ مثنوی میں دلنشیں حکایات کے ذریعہ وہ روحانیت کا درس دیتے ہیں، ان کا اسلوب بیان بڑا ہی دلکش اور موثر ہے۔

مثنوی معنوی

انکار کردن موسیٰ علیہ السلام بر مناجاتِ شُبان

۱ دید موسیٰ یک شبانے را بہ راہ — کو ہمی گفت: اے کریم واے الہ!

۲ تو کجائی تا شوم من چاکرت؟ — چارُقت دوزم، کنم شانہ سرت

مثنوی معنوی

(ایک) چرواہے کی مناجات پر موسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنا۔ یعنی ملامت کرنا۔

۱- شبان: بہ ضم، چرواہا۔ کو: کہ او۔

۲- چاکر: نوکر۔ چارق: بہ ضم را، صحرائیوں کا جوتا۔ شانہ: کنگھا۔ دوزم: مضارع از دوختن: سینا۔

۳ جامہ ات شویم ، سُپُشہایت، کشم — شیر پیشت آورم، اے محتشم!

۴ دستکت بوسم ، بمالم پایکت، — وقت خواب آید بروبم جایکت

۵ اِے! فدائے تو، ہمہ بزہائے من، — وے بہ یادت ہی ہی وہیہائے من

---

۶ زیں نمط بیہودہ می گفت آں شباں — گفت موسیٰ با کہ است ایں اے فلاں؟

۷ گفت با آں کس کہ مارا آفرید — ایں زمین و چرخ از و آمد پدید"

۸ ایں چہ ژاژ ست وچہ کفرست وفُشار — پنبہٗ اندر دہانِ خود فِشار

۹ گند کفر تو جہاں را گندہ کرد — کفر تو دیبائے دیں راژندہ کرد

۱۰ چارُق و پاتا بہ لائق مرترا ست — آفتابے را چنیں ہا کے رواست

۱۱ گر نہ بندی زین سخن تو حلق را — آتشے آید ، بسوزد خلق را

۳- شویم: مضارع از شستن : دھونا۔ سپشہا: بہ ضمتین در آخر شین معجہ: جوں، واحد سُپُش۔ محتشم: رعب ودبدبہ والا۔

۴- دستکت : تیرا ہاتھ ، دستک: کاف کے سلسلہ میں قاعدہ یہ ہے کہ اسما کے آخر میں کبھی تصغیر کے لیے آتا ہے۔ جیسے طفلک کبھی زائد ہوتا ہے جیسے کنیزک۔ اور کبھی شفقت کے لے آتا ہے، جیسے دستک۔ ایسے ہی پایک اور جایک میں بھی۔ "ت" بعد کاف ضمیر اضافی ہے۔

۵- اِے: بہ کسر، حرف ندا اسی کا منادی محذوف یعنی خدا۔ وے: وائے یعنی اوراے۔ ہی ہی وہیہا: جوش وخروش۔

۶- نمط: بہ فتحتین، طریقہ، روش۔ باکیستت اے فلاں: اے فلاں (چرواہے) تیرا خطاب کس سے ہے۔

۷- چرخ: آسمان۔ پدید: ظاہر۔

۸- ژاژ: بےہودہ۔ بکواس۔ فشار: بہ ضم وفتح: ہذیان ودشنام (بیہودہ بات) وبہ کسر امر از فشردن بمعنی ریختن وشیلدن یعنی بھرلے۔ پنبہ: بہ فتح بائے فارسی: روئی، کپاس۔ دہان: منہ۔

۹- گند: گندگی۔ دیبا: بہ کسر، ایک باریک ریشمی کپڑا۔ ژندہ: بہ فتح، گدڑی۔ ژندہ کرد: تارتار کردیا۔

۱۰- پاتابہ: موزہ۔ مر: بہ فتح خاص طور سے، خصوصیت کے ساتھ۔

۱۱- گر نہ بندی: اگر تو بند نہ کرے گا۔ حلق: مرادمنہ۔ سوزد: مضارع سوختن: جلانا۔ خلق: مخلوق۔

۱۲ آتشے گر نامدست، ایں دود چیست؟ — جاں سیہ گشتہ، رواں مردود چیست؟

۱۳ گرہمی دانی، کہ یزداں داور است؟ — ژاژ و گستاخی تراچوں باور است؟

۱۴ دوستی بے خرد خود دشمنی ست — حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست

۱۵ باکہ می گوئی تو ایں، باعم و خال — جسم و حاجت در صفات ذوالجلال؟

۱۶ شیر او نوشد، کہ در نشو و نما است — چارق او پوشد، کہ او محتاج پاست

۱۷ ور برائے بندہ است ایں گفتگو؟ — آں کہ حق گفت "او من است و من خود او"

۱۸ آں کہ گفت: اِنِّی مَرِضۡتُ لَمۡ تَعُدۡ — من شدم رنجور، او تنہا نہ شد

۱۹ آں کہ بے یَسۡمَعُ و بے یُبۡصِر شدہ است — در حق آں بندہ ایں ہم بیہدہ است

۱۲-دود: دھواں۔ رداں: روح

۱۳-یزداں: بہ فتح اللہ تعالیٰ۔ داور: انصاف والا حاکم۔ داد۔ ور کا مخفف۔ باور: یقین یا صحیح یا درست۔

۱۴-بے خرد: بے عقل، غبی۔ غنی: بے نیاز۔

۱۵- عم: چچا۔ خال: ماموں۔ ذوالجلال: عظمت والا (اللہ تعالیٰ)

۱۶- شیر: بہ یائے معروف دودھ۔ نشو و نما: پروان چڑھنا، تربیت۔

۱۷-ور: اور اگر۔ حق گفت: خدائے تعالیٰ گفت

۱۸- اِنِّی مَرِضۡتُ لَمۡ تَعُدۡ: میں بیمار ہوا تو تم نے عیادت نہ کی۔

۱۹- بے یَسۡمَعُ و بے یُبۡصِر: (وہ شخص) جو کہ سنتا اور دیکھتا نہیں۔ توضیح: ور برائے بندہ الخ مصرع اول شرط ہے اور بیت ثالث کا مصرع ثانی یعنی در حق آں بندہ ایں ہم بیہدہ است۔ جزائے شرط ہے۔

بیت ثانی کا مصرع اخیر اور بیت ثالث کا مصرع اول بندہ کی صت اور متعلقات شرط ہیں۔

بیت ثانی۔ آنکہ گفت الخ سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بروز قیامت پروردگار عالم فرمائے گا، اے ابن آدم میں بیمار ہوگیا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی، اگر تو اس کی زیارت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا الی آخر الحدیث (مسلم) بیت ثالث کے مصرع اول سے اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر ہو جوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ (بخاری)

۲۰ بے ادب گفتن سخن با خاص حق	دل بہ میر اند، سیہ دارد ورق
۲۱ گر تو مردے را بہ خوانی فاطمہ	گرچہ یک جنس اند مرد وزن ہمہ
۲۲ قصد خون تو کند تاممکن ست	گرچہ خوش خو وحلیم و ساکن ست
۲۳ "فاطمہ" مدح است در حق زناں	مرد را گوئی، بود زخم سناں
۲۴ دست و پا در حق ما استایش ست	در حق پاکیِ حق آلایش ست
۲۵ "لم یلد و لم یُولد" اوراﻻئق ست	والد و مولود را او خالق ست
۲۶ ہر چہ جسم آمد، ولادت وصف اوست	ہر چہ مولودست، اوزیں سوے جوست
۲۷ گفت "اے موسیٰ دہانم دوختی	وز پشیمانی تو جانم سوختی"
۲۸ جامہ را بدرید و آہے کرد تفت	سر نہاد اندر بیابان و بہ رفت

عتاب کردن حق تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام راازبہر شباں

۱ وحی آمد سوے موسیٰ از خدا بندۂ مارا زما کردی جدا

۲۰- بے ادب گفتن: یعنی سخن بے ادبی گفتن درشان خاصان خدا۔ ورق: نامہ اعمال۔

۲۱- بہ خوانی: یعنی تو فاطمہ کہہ کر بلائے۔

۲۲- تا: جب تک۔ خوش خو: نیک عادت۔ حلیم: بردبار۔ ساکن: پرسکون۔

۲۳- مدح: تعریف۔ سناں: نیزہ۔ انّی

۲۴- استایش: تعریف۔ آلایش: ناپاکی، آلودگی۔

۲۵- لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُولَدْ: یعنی نہ باپ ہے نہ بیٹا۔

۲۶- ہر چہ جسم آمد: جو چیز جسم ہے۔

۲۷- دوختی: از مصدر دوختن سینا۔ پشیمانی: شرمندگی۔ سوختی: از سوختن، جلانا۔

۲۸- بدرید: بازائد، درید از دریدن: پھاڑنا۔ تفت: بہ فتح: گرم۔ سر نہاد اندر بیاباں: صحرا کو روانہ ہوگیا۔

چرواہے کی وجہ سے حق تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو عتاب کرنا۔

۱- وحی: بہ فتح واو وسکون حاے مہملہ۔ نبی کو بھیجا ہوا خدا کا پیغام۔

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

تا توانی پامنہ اندر فراق — کہ اَبْغَضُ الاشیاء عِندِی اَلطَّلاقْ

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم — ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم

در حق او مدح و در حق تو ذم — در حق او شہد و در حق تو سَم

در حق او نور و در حق تو نار — در حق او ورد در حق تو خار

در حق او نیک و در حق تو بد — در حق او خوب و در حق تو رد

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ — از گراں جانی و چالاکی ہمہ

من نہ کردم خلق تا سودی کنم — بلکہ تا بر بندگاں جودی کنم

ہندیاں را اصطلاح ہند مدح — سندیاں را اصطلاح سند مدح

۲-وصل: ملانا، جوڑنا۔ فصل: جدا کرنا۔

۳-منہ: فعل نہی از نہادن۔ فراق: جدائی۔

[ابغ]ض الأشياء عِندِیُ اَلطَّلاقُ: میرے نزدیک سے بری چیز طلاق ہے۔ (جدائی ڈالنا ہے)

۴-سیرت: عادت، خصلت۔ اصطلاح: بہ [...]اول وثالث، جب کوئی قوم یا فرقہ کسی لفظ کے معنی [...]ضوع کے علاوہ یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی [...]ر لیتا ہے تو اسے اصطلاح یا محاورہ کہتے ہیں۔ کیوں [...] اصطلاح کے لغوی معنی باہم مصلحت کر کے کچھ معنی [...]ر کر لینے کے ہیں۔ اسی طرح وہ الفاظ جن کے معنی [...] علوم کے واسطے مختص کر لیے ہیں اصطلاح علوم میں داخل ہیں۔ خیال رہے کہ اصطلاحی اور لغوی معنوں میں کچھ نہ کچھ نسبت بھی ضرور ہوتی ہے۔

۵-مدح: تعریف۔ ذم: برائی۔ سم: بہ فتح زہر۔

۶-نور: روشنی۔ نار: آگ۔ ورد: گلاب۔ خار: کانٹا۔

۷-رد: ناپسندی۔

۸- گراں جانی: سستی۔ چالاکی: چستی۔

۹- خلق: بہ فتح، مخلوق، نیز بمعنی پیدا کرنا۔ سودی: نفع۔ جودی: احسان، بخشش۔

۱۰- ہندیاں: ہندستان کے رہنے والے۔

سندیاں: بہ کسر سندھ کے رہنے والے۔ سندھ کا علاقہ اس وقت پاکستان کے حصہ میں ہے۔

۱۱ من نہ گردم پاک از تسبیح شاں　　پاک ہم ایشاں شوند و در فشاں

۱۲ مابروں را ننگریم و قال را　　ما دروں را بنگریم و حال را

۱۳ ناظر قلبیم اگر خاشع بود!　　گرچہ گفت لفظ نا خاضع بود

۱۴ زاں کہ دل جوہر بود، گفتن عرض　　پس طفیل آمد عرض جوہر غرض

۱۵ چندازیں الفاظ و اضمار و مجاز　　سوز خواہم سوز، با آں سوز ساز

۱۶ آتشے از عشق در جاں برفروز　　سر بہ سر فکر و عبارت را بہ سوز

۱۷ موسیا! آداب داناں دیگر اند　　سوختہ جان و رَواناں دیگر اند

۱۸ عاشقاں را ہر نفس سوزیدنی ست　　بردہِ ویراں خراج و عُشر نیست

۱۱- درفشاں: بہ ضم، موتی بکھیرنے والا، برسانے والا۔

۱۲- بروں: بہ کسر بیروں کا مخفف ظاہر۔ نگریم: از نگریستن۔ دیکھنا، قال: بات، گفتگو۔ دروں: اندر، باطن۔

۱۳- ناظر قلبیم: ناظر قلب ایم: ہم دل کو دیکھنے والے ہیں۔ خاشع: فروتنی اور عاجزی کرنے والا۔ ناخاضع: غیر عاجزانہ، نامناسب۔

۱۴- جوہر: بہ فتح، وہ چیز جو بہ ذات خود قائم ہو۔ عرض: بہ فتحتین وہ چیز جو بہ ذات خود قائم نہ ہو بلکہ جوہر کے وسیلہ سے قائم ہو۔ جیسے کپڑا جوہر ہے اور رنگ اس کا عرض۔

۱۵- چند: تا چند بمعنی کب تک۔ اضمار: بہ کسر کلام میں ضمیر استعمال کرنا۔ ضمیر وہ اسم ہے جو اسمِ ظاہر کے قائم مقام ہو، پوشیدہ امور۔ مجاز: بہ فتح، وہ چیز جو حقیقت نہ ہو، وہ کلمہ جو اپنے غیر حقیقی معنی میں مستعمل ہو۔

۱۶- برافروز: روشن کر۔ سر بہ سر: بالکل۔ عبارت: بیان، تعبیر۔

۱۷- موسیا: اے موسیٰ!۔ آداب داناں: آداب جاننے والے عارف و عاقل۔ سوختہ جاں: دل جلے مغلوب الحال۔ رواناں: جمع رواں بمعنی روح۔

۱۸- نفس: وقت، لمحہ۔ دہ: بہ کسر دیہات۔ خراج: ٹیکس، محصول زمین۔ عشر: بہ ضم، دسواں حصہ کھیت میں پیدا شدہ غلہ کی زکوۃ۔

گر خطا گوید، اورا خاطی مگو — ور بود پر خوں شہید، آں را مشو

خون شہیداں رازآب اولیٰ ترست — ایں خطا از صد صواب اولیٰ ترست

در درون کعبہ رسم قبلہ نیست — چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست

تو ز سر مستاں قلاوزی مجو — جامہ چاکاں راچہ فرمائی رفو؟

ملت عشق از ہمہ دیں ہا جداست — عاشقاں را مذہب وملت خداست

لعل راگر مہر نبود، باک نیست — عشق در دریاے غم غمناک نیست

⊙⊙⊙

۱۹-خاطی: خطا کرنے والا۔ پرخوں: خون مین ...لت پت۔ مشو: بہ ضم شین، فعل نہی از شستن، دھونا۔

۲۰-اولیٰ تر: بہ فتح، بہترین، بہت بہتر۔ ...واب: درست۔

۲۱-درون: بہ فتح، اندر، غواص: بہ فتح اول و تشدید ثانی۔ غوطہ خور۔ پاچیلہ: جوتا۔

۲۲-قلاوزی: رہبری، رہنمائی۔ مجو: نہی از جستن بہ ضم۔ ڈھونڈھنا۔

۲۳-ملت: بہ کسر، مذہب۔

۲۴-لعل: ایک قیمتی سرخ جوہر۔

باب سوم ـــــــــــ قصائد

فارسی قصیدہ کا مختصر تعارف

کہا جاتا ہے کہ فارسی شاعری کا آغاز قصیدہ گوئی سے ہوا اور فارسی شعرا نے قصیدہ گوئی میں عربی شعرا کی تقلید کی۔ قدیم عربی قصیدہ ایک مخصوص روایتی نظم کی حیثیت رکھتا تھا۔ جو عربی تہذیب وتمدن کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ اگر اسے عرب کا ''پبلک رجسٹر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ فارسی شعرا نے عربی قصیدہ کی تبلیغ تو کی لیکن اسے صرف مدح گوئی کے لیے شروع کیا۔ عرب والوں نے قصیدہ کے حسب ذیل حصے قرار دیے تھے۔

(۱) تشبیب :۔ قصیدہ کا ابتدائی حصہ جس میں عشقیہ اشعار ہوتے ہیں۔

(۲) تخلص :۔ جسے گریز بھی کہتے ہیں۔ اس حصہ میں شاعر تمہید سے مدح کی طرف گریز کرتا ہے۔

(۳) مَدح :۔ جس میں ممدوح کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ ہوتا ہے۔

(۴) دُعا :۔ اس حصہ میں ممدوح کے لیے دعا کی جاتی ہے اور اپنا مدعا بیان کیا جاتا ہے۔

فارسی شعرا نے بھی قصیدہ کی بنیاد انہیں اجزا پر رکھی عرب کا شاعر عام طور پر صلہ انعام سے بے نیاز ہو کر صرف اس کی مدح کرتا ہے جو مدح کے قابل اوصاف رکھتا ہے لیکن فارسی قصیدہ ابتدا ہی سے صلہ وانعام کی خاطر کہا گیا۔

عام طور پر عباس مروزی کو فارسی کا سب سے پہلا قصیدہ گو سمجھا جاتا ہے۔ مامون کی مدح میں اس کا ایک قصیدہ بہت مشہور ہے۔ جس کا مطلع حسب ذیل ہے۔

اے رسانیدہ بہ دولت فرق خود تا فرقدین
گسترانیدہ بہ جود و فضل در عالم یدین

دورِ قدما:

اس دور کے ممتاز قصیدہ گوشعرا میں عباس مروزی، رودکی دقیقی، عمارہ مروزی، (شعرائے عہد سامانیہ) عنصری، عسجدی، فرخی، مسعود سعد سلمان، منوچہری، (شعرائے عہد غزنویہ) سنائی، اسعدی قطراں اور امیر معزی (شعرائے عہد سلجوقیہ) کے نام قابل ذکر ہیں۔

اس دور کے قصائد میں عام طور پر لفظی صناعی اور صورت گری پر زور دیا جاتا تھا۔ سادہ خیالات سادہ لفظوں میں بیان کرنے کے باوجود اس بات کی کوشش کی جاتی تھی کہ الفاظ بیشتر ہم قافیہ ہوں۔ مرادف الفاظ اور صنائع و بدائع کا استعمال بھی عام تھا۔ رودکی کے قصائد میں واقعہ نگاری اور جدت مضامین کی مثالیں بکثرت ہیں۔ دقیقی نے مضامین فطرت کو بھی اپنے قصیدوں میں جگہ دی۔ عربی الفاظ کا کم سے کم استعمال بھی اس کی خصوصیت ہے۔ عمارہ مروزی پند و موعظت اور عبرت کے مضامین سے اپنے کلام کو سجاتا ہے۔

عنصری غزنوی دربار کا ملک الشعراء تھا، اپنی قصیدہ گوئی کے صلہ میں شاہانہ فیاضیوں سے اتنا مالا مال ہوگیا تھا کہ امرا میں اس کا شمار ہوتا تھا اور دوسرے شعرا خود اس کی مدح سرائی کرتے تھے۔ وہ اپنے قصائد میں مختلف اشیا کا باہم موازنہ کرتا ہے۔ کبھی قصیدہ کو سوال و جواب سے شروع کرتا ہے۔ واقعہ نگاری کا کام بھی قصیدوں سے لیتا ہے، مناظر قدرت کی تصویر کشی اور مختلف اشیا کے اوصاف کا بیان بھی اس کے قصیدوں میں ملتا ہے۔ صنائع و بدائع کے استعمال اور مضمون آفرینی پر بھی اسے بڑی قدرت حاصل تھی حالانکہ وہ دور قدما کا شاعر تھا۔ جس کی امتیازی خصوصیت سادگی تھی۔

فرخی کے کلام میں زبان کی صفائی اور سلاست و روانی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔

واقعہ نگاری اس طرح کرتا ہے کہ واقعہ کی اصلی تصویر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے صنائع و بدائع کے استعمال پر اسے بڑی قدرت حاصل تھی اور بدیہہ گوئی بھی اس کی خصوصیت تھی۔

عسجدی کو بھی صنائع و بدائع کے استعمال کا بہت شوق تھا واقعہ نگاری کی مثالیں بھی اس کے قصائد میں موجود ہیں لیکن بیشتر کلام ضائع ہو گیا۔

مسعود سعد سلمان نے عنصری کے طرز پر قصیدے کہے اور اس کے قصائد میں سوز و گداز اور تاثیر کی خوبیاں بدرجۂ اتم ہیں۔

منوچہری نے جی کھول کر عربی قصیدہ گوئی کی تقلید کی، انہیں بحروں اور قافیوں کو استعمال کیا۔ عربی الفاظ اور فقروں کے استعمال پر بھی اسے بڑی قدرت حاصل تھی، برجستگی اور روانی بھی اس کے قصائد میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ مناظرت قدرت کی تصویر کشی میں بڑی مہارت پیدا کی تھی۔

واقعہ نگاری میں نئے اسلوب پیدا کیے اور قصیدہ میں سراپا نگاری کا آغاز اسی نے کیا۔ اس کا ذہن تشبیہات کی ایجاد پر بہت مائل تھا۔

اسدی طوسی نے قصائد میں جدت کا راستہ نکالا تشبیب میں مناظرات لکھے وہ دو چیزوں کا باہم موازنہ کر کے دونوں کی طرف سے ترجیح کے دلائل پیش کرتے ہوئے مدح کی طرف گریز کرتا ہے۔ مضمون آفرینی کی طرف بھی مائل رہتا ہے۔

حکیم سنائی اگرچہ ایک صوفی شاعر تھے اور مثنوی گوئی کے لیے مشہور ہوئے لیکن ان کے قصائد بھی پختگی، برجستگی اور صفائی کے لیے بہت ممتاز ہیں۔ جن کی تمثیل نگاری کے نمونے بھی ملتے ہیں۔

امیر معزی نے قصیدہ گوئی میں عنصری اور فرخی کی اتباع کی، کلام میں صفائی اور روانی بھی ہے۔

قطران کے قصائد بھی اپنی پختگی، روانی اور صفائی کے لیے مشہور ہیں۔ صنائع لفظی و معنوی کے استعمال پر اسے بڑی قدرت حاصل تھی۔ واقعہ نگاری اور مختلف اشیا کا وصف بیان کرنے میں بڑی مہارت تھی۔

دور متوسطین:

فارسی قصیدہ گوئی میں دوسرے دور کا آغاز انوری سے ہوتا ہے جس نے قدیم ڈگر سے ہٹ کر قصیدہ کے لیے نئی راہیں نکالیں۔ ہیئت اور موضوع دونوں ہی میں نئے تجربات کی بنیاد ڈالی۔ رعایت لفظی کی قدیم خصوصیت کی جگہ سادگی اور مضمون آفرینی پر توجہ کی، قصیدہ کی ممدوح دنیا کو نئی وسعتیں بخشیں۔ حکمت ریاضی اور نجوم جیسے عالمانہ مسائل کو بھی قصیدہ میں جگہ دے کر اس کے علمی وقار کو بلند کیا، انوری عربی و فارسی پر یکساں عبور رکھتا تھا۔ عربی الفاظ وفقرات، اصطلاحات اور محاورات کو بے تکلفی کے ساتھ نظم کرنے پر قادر تھا۔

اس دور کے ممتاز قصیدہ نگاروں میں انوری کے علاوہ خاقانی ظہیر فاریابی، ادیب صابر، جمال الدین اصفہانی ارزقی، ابوالفرج رونی عبدالواسع جبلی، رشید وطواط اور کمال اسمٰعیل کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، جنہوں نے صنف قصیدہ گوئی کو بام عروج پر پہنچا دیا۔

خاقانی کے قصائد میں مختلف علوم وفنون کی اصطلاحات، تلمیحات اور اشارات بہ کثرت ہیں۔ واقعہ نگاری کے نمونے بھی اس کے قصائد میں بہت ملتے ہیں مشکل زمینوں میں طبع آزمائی کرنا اس کا محبوب مشغلہ ہے کئی کئی سو شعروں کے قصیدے بے تکلفی سے لکھتا ہے اور اس کی روانی میں فرق نہیں آتا تشبیہات واستعارات کی جدت

نئی بندشیں، صنائع لفظی و معنوی، دقیق مضامین اور فکر کی بلندی اس کی امتیازی خصوصیات ہیں، ہجوگوئی پر بھی آمادہ رہتا تھا۔ اور اس کی دل خراش ہجویات بھی شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ظہیر فاریابی دقت پسندی اور مضمون آفرینی کے لیے مشہور ہوئے انہوں نے بندش میں چستی، بلندی اور زور پیدا کیا۔ زبان میں صفائی اور گھلاوٹ پیدا کی، نازک اور حسین تشبیہوں کی ایجاد اور نئی نئی تمہیدیں ان کے قصائد کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

ادیب صابر کے قصائد میں واقعہ نگاری کی مثالیں پائی جاتی ہیں اور اسے بھی اس عہد کے ممتاز شعرا میں شمار کیا جاتا ہے۔

ارزقی کے قصیدوں کا امتیازی وصف تشبیہات و استعارات کی ندرت اور تکلف و تصنع ہے۔

جمال الدین اصفہانی نے اپنے قصیدوں میں دنیا کی بے ثباتی کے مناظر حسین اور دلکش پیرائے میں نظم کر کے قصیدہ کے موضوع میں وسعت پیدا کی۔

ابوالفرج رونی اپنے انداز بیان کے لیے ممتاز ہوا۔ انوری اور مسعود سعد سلمان جیسے بلند پایہ قصیدہ گو بھی اس کے کمالات کے معترف ہیں۔ عبدالواسع جبلی صنائع و بدائع پر زیادہ مائل نظر آتے ہیں۔ لف ونشر اور صنعت اعداد کے استعمال کا انہیں بہت شوق تھا پورے پورے قصیدے انہیں صنعتوں میں کہے ہیں اور زور بیان میں فرق نہیں آنے دیا۔

رشید وطواط، خوارزم شاہی دربار سے وابستہ رہے جو سلجوقیوں کے حریف تھے، سلجوقیوں اور خوارزم شاہیوں میں مختلف جنگیں ہوئیں ان کے حالات پر تکلف انداز میں رشید نے اپنے قصائد میں بیان کیے ہیں۔ صنائع لفظی کے استعمال پر انہیں بڑی

قدرت حاصل تھی اور یہی ان کا پسندیدہ طرز بیان تھا۔

کمال اسمٰعیل ساتویں صدی ہجری کے ممتاز قصیدہ گو تھے۔ انہوں نے قصیدہ میں نئے مضامین پیدا کیے، مشکل طرحوں میں طبع آزمائی کی زبان کی سلاست و صفائی پر خاص توجہ کی اور ہجو میں ظرافت کو داخل کر کے اسے کارآمد بنایا۔ ورنہ یہ شاعری کے لیے ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی تھی۔

دور متوسطین کی قصیدہ گوئی، کمال اسمٰعیل پر ختم ہوتی ہے اور مجموعی حیثیت سے یہ کہا جاتا ہے اس دور میں قصیدہ کی دنیا وسیع ضرور ہوئی۔ اسے عالمانہ مضامین کے لیے بھی استعمال کیا گیا لیکن قصیدہ گوئی کی غرض مداحی اور صلہ وانعام کی طلب کے سوا اور کچھ نہ رہی۔

دور متاخرین:

اسلامی دنیا میں تیموریوں کے خونی انقلاب اور اسلامی حکومتوں کی تباہی کے ساتھ ساتھ قصیدہ گوئی کی ترقی بھی رک گئی۔ متاخرین کا زمانہ یہیں سے شروع ہوا اور قصیدہ گوئی کی تاریخ میں ایک نیا باب کھلا۔

متاخرین کے زمانہ کا آغاز شیخ سعدی سے ہوا جو در اصل گیسوے غزل کے سنوارنے والے تھے۔ لیکن انہوں نے قصیدہ گوئی کی تاریخ میں بھی ایک نیا انقلاب پیدا کیا۔ آزادی خیال، پند وموعظت، مبالغہ سے اجتناب، تربیت اخلاق اور مناظر قدرت شیخ کے عام موضوعات ہیں۔ پیرایہ ادا کے لحاظ سے بھی ان کے قصیدے لاجواب ہیں۔

دور متاخرین کے قصیدہ گو عام طور پر الفاظ کی شان وشوکت ترکیبوں کی چستی اور

جدت پسندی کے ساتھ ساتھ مضمون آفرینی پر مائل تھے، مباہات ان کا پسندیدہ موضوع تھا تشبیہات واستعارات کا استعمال عام ہو گیا اور ہیئت اور موضوع میں نئے نئے تجربات کیے جانے لگے۔

فارسی قصیدہ نگاروں کے تیسرے دور میں سعدی کے بعد امیر خسرو دہلوی اوحدی مراغہ ای، خواجہ کرمانی، ابن یمین، سلمان ساؤجی، جامی، علی شیر، محتشم کاشانی، فیضی، عرفی شیرازی، نظیری، ظہوری، صائب، طالب، املی اور کلیم ہمدانی کے نام قابل ذکر ہیں۔

امیر خسرو دہلوی بڑے ہی جامع کمالات بزرگ تھے۔ انہوں نے شاعر کی حیثیت سے غزل، قصیدہ اور مثنوی میں کمال حاصل کیا، سعدی کی طرح خسرو کو بھی یہ گوارا نہیں کہ قصیدہ کو کاسۂ گدائی بنا دیا جائے اس لیے وہ دوسرے موضوعات، مثلاً مناظر قدرت، اخلاقی تعلیمات، اور پند و موعظت کو قصیدہ میں جگہ دیتے ہیں۔ تشبیہ واستعارہ کی ندرت اور زبان و بیان کی نئی نئی صناعیوں کے لیے بھی خسرو کے قصائد امتیازی شان کے حامل ہیں سعدی کی طرح وہ بھی قصیدہ کے شاعر نہیں ان کا اصل میدان تو غزل اور مثنوی ہے اور ان کا قول ہے کہ۔

از گفتن مدح دل بمیرد ⊙ شعرا چہ تر و فصیح باشد

لیکن قصیدہ میں بھی اپنے کمالات کے اچھوتے نمونے پیش کیے ہیں، اوحدی مراغہ ای کے قصائد بھی اخلاقی تعلیمات سے بھرپور ہیں تصوف کے خیالات بھی جابجا موجود ہیں۔ خواجہ کرمانی نے قصیدہ میں قدما متوسطین کی پیروی کی ابن یمین نے بھی اخلاقی موضوعات کو اپنایا۔ پھر سلمان ساؤجی قصیدہ گوئی کے آسمان پر ابھرے زبان کی صفائی، سادگی، شستگی اور نئے نئے مضامین کی ایجاد کے لیے سلمان کے قصائد کو امتیازی درجہ حاصل ہے۔ جامی کا مخصوص میدان مثنوی ہے لیکن قصیدہ کو بھی حمد، نعت،

منقبت اور اخلاقی تعلیمات کے لیے استعمال کیا، علی شیر کو بھی اپنے اخلاقی قصائد کے لیے شہرت حاصل ہے، محتشم کاشانی نے قصیدہ میں نئی نئی تمہیدوں کا اضافہ کیا فیضی نے قصیدہ کے لیے نئی نئی طرحیں نکالیں اور کئی کئی سو شعر کہہ کر زورِ کلام دکھلایا۔ جوش بیان اور حسین تشبیہات و استعارات کے ساتھ ساتھ ثقیل عربی الفاظ کا استعمال بھی اس کی خصوصیات ہیں۔

اکبری دور کے شعرا میں عرفی شیرازی کو قصیدہ گوئی کے لیے امتیازی درجہ حاصل ہوا۔ مضمون آفرینی اور زور کلام نیز اپنے نئے لب ولہجہ کے اعتبار سے عربی کو فارسی کے تمام قصیدہ نگاروں پر شرف برتری حاصل ہوا۔ وہ کبھی فلسفہ کے عمیق مسائل کو نظم کرتا ہے کبھی منظر کشی اور واقعہ نگاری کے بہترین نمونے پیش کرتا ہے۔ کبھی ڈرامائی انداز بیان اختیار کر لیتا ہے۔ کبھی مسلسل مضامین کے بیان سے قصیدوں کو سجاتا ہے۔ کبھی اپنے زور بیان سے حریفوں کے چراغ گل کر دیتا ہے، کبھی تشبیہات اور استعارات کی جدت اور نئی نئی ترکیبوں کے ایجاد پر مائل نظر آتا ہے، فخریہ نگاری میں اس کا کوئی جواب نہ تھا، اپنے ذاتی اوصاف و کمالات کے بیانات کے ساتھ ساتھ حسب ونسب پر فخر و غرور بھی اس کا امتیازی وصف ہے، مضمون آفرینی طرز ادا کی جدت اور اخلاقی مضامین کے بیان کے لیے بھی عرفی کے قصائد قابل ذکر ہیں دنیوی ممدوحین کے علاوہ، حمد، نعت اور منقبت میں بھی عرفی کے قصائد بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اپنے فخر و مباہات کے بیان سے وہاں بھی وہ گریز نہیں کرتا۔ علوے ہمت اور خودداری بلکہ خودنگری کے مضامین عرفی سے بہتر کسی اور فارسی شاعر نے نہیں بیان کیے۔

نظیری دراصل غزل کا شاعر تھا، لیکن شخصی حکمرانی کے دور میں قصیدہ گوئی سے مضرنہ تھا، بندش کی چستی نئی نئی ترکیبوں کی ایجاد روزمرہ اور واقعہ نگاری کے نمونے اس کے

قصیدوں میں بہ کثرت ملتے ہیں۔طالب، آملی دربار جہانگیری کا ملک الشعراء اور فیضی کا شاگرد تھا۔ندرت، تشبیہ ،لطف، استعارہ واقعہ نگاری اور زود گوئی اس کی امتیازی خصوصیات ہیں صائب تبریزی جو صائب اصفہانی بھی کہلاتے ہیں اپنی زود گوئی، فصاحت روز مرہ اور تمثیل نگاری کے لیے امتیازی درجہ رکھتے ہیں، ابو طالب کلیم ہمدانی کے قصائد میں غزل کا رنگ زیادہ نمایاں ہے۔مضمون آفرینی اور زبان کی صفائی بھی قصیدوں میں موجود ہے مثالیہ نگاری اس کا امتیازی وصف ہے، ظہوری لفظی تراش خراش اور صناعی کے ساتھ ساتھ تخیل کی بلند پروازی پر بھی مائل ہیں۔صفائی پختگی اور روانی بھی ان کے قصائد میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔قدسی اپنی مضمون آفرینی کے لیے امتیازی مقام کے حامل ہیں۔

دور جدید

متاخرین کا زمانہ ختم ہونے کو پہنچا تو پھر قصیدہ گوئی کی تاریخ میں ایک نیا انقلاب آیا۔قصیدہ گو شعرا نے متقدمین اور متوسطین کی اتباع شروع کی یہ بارہویں صدی ہجری کا زمانہ تھا اور اصفہان اس تحریک انقلاب کا مرکز بنا۔سید علی مشتاق اصفہانی کو دور جدید کا سربراہ کہنا بے جا نہ ہوگا انہوں نے اور ان کے ہم خیال شعرا نے عنصری فرخی منوچہری خاقانی اور انوری کے طرز کو پھر سے زندہ کیا۔

دور جدید کے قصیدہ نگاروں میں مجمر اصفہانی صبا کاشانی احمد وقار مرزا محمود حکیم، مرزا ابوالقاسم فرہنگ، ابوالقاسم قائم مقام، مرزا حبیب قاآنی، سروش اصفہانی اور محمود ملک الشعراء اور ہندوستانی شعرا میں مرزا غالب دہلوی کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

مجمر اصفہانی نے انوری، خاقانی اور امیر معزی کے طرز پر قصیدے لکھ کر بڑی شہرت حاصل کی۔نشاط اصفہانی کے قصائد بھی قدما کی اتباع کے لیے مشہور ہیں، قدیم

ادبیات فارسی کی تجدید کا سہرا بھی اسی کے سر ہے صبا فتح علی شاہ قاچار کے دربار کا ملک الشعراء تھا۔ اسے بھی قصیدہ گوئی کے لیے شہرت حاصل ہوئی۔ احمد وقار مرزا محمود حکیم اور مرزا ابو القاسم فرہنگ مشہور شاعر وصال شیرازی کے ہنر مند بیٹے اور باکمال شاعر تھے۔ فرہنگ نے فرانس کے دار السلطنت ''پیرس'' کی تعریف میں بڑے معرکہ کا قصیدہ لکھا جسے فارسی قصیدہ گوئی کی تاریخ میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ قائم مقام کے قصائد میں عصری حالات کا پرتو بہت نمایاں ہے۔ وہ سیاسی تغیرات کو بھی قصیدہ میں بیان کرتے ہیں۔

دور جدید کے قصیدہ نگاروں میں مرزا حبیب قاآنی کا نام اس اعتبار سے سب سے زیادہ اہم ہے کہ اس نے زبان و بیان کی طرف سب سے زیادہ توجہ کی قدرت زبان، اور ندرت بیان کی صفت میں قاآنی کو اپنے ہم عصر شعراء پر فوقیت حاصل ہے۔ تشبیہہ در تشبیہہ اور جزئیات کی تصویر کشی میں اسے کمال حاصل تھا۔ مناظر قدرت کے بیانات بھی اس کے کلام میں بکثرت ہیں۔ واقعہ نگاری ایسی کرتا کہ جز باقی نہ رہ جاتا۔ صفائی روانی اور پختگی کے لیے بھی اس کے قصائد اپنی مثال آپ ہیں لفظی تراش، خراش اور صناعی کے نمونے بھی جا بجا اور بکثرت ملتے ہیں۔

سروش اصفہانی اور محمود خان ملک الشعراء کے قصائد بھی قدما کے طرز پر ہیں ان میں مضمون آفرینی کی خصوصیات موجود ہیں۔

اس دور کے ہندوستانی شعرا میں مرزا غالب دہلوی نے بھی قصیدہ گوئی مین قدما و متوسطین کی روش اختیار کی، جدت پسندی اور نکتہ آفرینی ان کا امتیازی وصف ہے۔ وہ عرفی کی طرح فخریہ اشعار بھی کہتے ہیں، لیکن عام طور پر قصائد میں فدویانہ انداز نمایاں ہے۔ مبالغہ آرائی کو انہوں نے آخری حد تک پہنچا دیا۔ انگریزی الفاظ اور ناموں کا

استعمال بے تکلفانہ کرتے ہیں۔ پھر بھی زبان کی صفائی اور روانی قائم رہتی ہے۔

فارسی قصیدہ کی بنیاد حصول صلہ وانعام کے لیے مدح سرائی پر رکھی گئی تھی اور چند شاعروں کے سوا مجموعی طور پر فارسی قصیدہ نگاروں کا یہی بنیادی مقصد رہا، اسی لیے انیسویں صدی کے بعد سے جیسے جیسے بادشاہتوں کا خاتمہ ہوتا گیا اور ممدوحین ہی نہیں رہے تو مداحی کا سلسلہ بھی ختم ہوتا گیا اور رفتہ رفتہ یہ صنف سخن بھی زوال پذیر ہوگئی۔

⊙⊙⊙

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی

وفات ________ ۱۲۹۲ء

سعدی شیرازی کا اصل میدان تو غزل گوئی تھا اور قصیدہ سے فطری طور پر انہیں کوئی مناسبت نہ تھی لیکن شخصی حکمرانی کے اس دور میں مدح سرائی سے مفر بھی ممکن نہ تھا۔ اس لیے انہوں نے بھی قصیدے لکھے لیکن عام روش کے برخلاف اس میں بھی اپنی آزادیٔ فکر کو برقرار رکھا، اس وقت فارسی قصیدے اور کاسۂ گدائی ایک ہی معنی کے دو لفظ سمجھے جاتے تھے۔ لیکن سعدی نے قصیدہ سے پند و موعظت کا کام لیا حق گوئی اور بیباکی سے فارسی قصیدہ پہلے پہل سعدی کی بدولت متعارف ہوا۔ مبالغہ آرائی اور جھوٹی مدح سرائی شعرا کا عام شیوہ تھا لیکن سعدی کے قصائد اس کے برعکس ہیں۔ سادگی صفائی اور نفس مضمون کو پہلے پہل اہمیت حاصل ہوئی اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ سعدی کے قصائد سادگی، صداقت اور پند و موعظت کے باوجود تاثیر سے خالی نہیں۔ پیرایۂ ادا کے لحاظ سے بھی یہ قصائد اہمیت رکھتے ہیں۔

"قصیدہ در مدح امیر مجد الدین رومی"

۱ جہاں بر آب نہادہ ست، وزندگی برباد	غلام ہمت آنم، کہ دل براو نہ نہاد
۲ جہاں نہ ماند و خرم روان آدمیے	کہ باز ماند ازو در جہاں بہ نیکی، یاد

۱- جہاں بر آب: یعنی خداے تعالیٰ بنیاد جہاں بر آب نہادہ است و بنائے زندگی برباد (ہوا) ہمت آنم: ہمت آں ہستم۔

۲- خرم: بہ ضم اول و فتح ثانی باتشدید، خوش۔ رواں: بہ فتح، روح، جان۔ باز ماند: باقی رہ جائے گی۔

۳ سرائے دولت، باقی، نعیم آخرت ست — زمین سخت نگہ کن، چومی نہی بنیاد

۴ کدام عیش درایں بوستاں کہ باد اجل — ہمی بر آورد از بیخ قامت شمشاد

۵ حیات عاریتی خانہ ایست در رہ سیل — چراغ عمر نہادہ ست بر دریچۂ باد

۶ بسے بر آید و بے ما فرو شود خورشید — بہار گاہ خزاں باشد و گہے مرداد

۷ برآں چہ می گذرد، دل منہ، کہ دجلہ بسے — پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد

۸ گرت ز دست بر آید، چو نخل، باش کریم — ورت بہ دست نہ باشد چو سرو، باش آزاد

۹ بسے ز دیدۂ حسرت ز پس نگاہ کند — کسے کہ برگ قیامت ز پیش نہ فرستاد

۳- سرائے دولت: دولت سرا، امیر آدمی کا گھر محل، نعیم: جنت۔

۴- بوستاں: مراد دینا۔ اجل: بہ فتحتین، موت۔ ہمی بر آورد: اکھاڑ پھینکتی ہے۔ بیخ: بہ کسر جڑ۔ شمشاد: سرو کی طرح ایک درخت۔ قامت شمشاد: شمشاد قامت، مراد معشوق۔

۵- حیات عاریتی: مانگی ہوئی زندگی۔ سیل: بہ فتح، سیلاب۔ دریچہ: کھڑکی۔

۶- بسے: بہت مرتبہ۔ برآید: مضارع از بر آمدن: باہر نکلنا، بلند ہونا۔ بے ما: ہمارے بغیر، ہمارے بعد۔ فرو شود: بہ کسر، نیچے ہوگا، ڈوبے گا۔ گاہ، گہے: ہردو بمعنی کبھی۔ خزاں بہ فتح: پت جھڑ کا موسم۔ مرداد: بہ ضم میم و نیز فتح او: فارسی کا پانچواں شمسی مہینہ، گرمی کا مہینہ، لگ بھگ بھادوں۔

۷- دل منہ: دل نہ لگا۔ پس از خلیفہ: خلیفہ کے بعد۔ خواہد گذشت: جاری رہے گا۔ بغداد: بہ فتح، عراق عرب کا ایک مشہور شہر، اصل میں ''باغ داد'' تھا، یہاں ہر ہفتہ نوشیرواں آکر مظلوموں کی داد دیتا (انصاف کرتا) کثرت استعمال سے الف ساقط ہوگیا اور بغداد مشہور ہوگیا۔

۸- گرت ز دست برآید: اگر از دستت برآید، اگر تجھ سے ہوسکے۔ نخل: بہ فتح، درخت خرما، کھجور کا درخت۔ کریم: سخی۔ ورت بہ دست: و اگر بہ دستت۔

۹- پس: پیچھے۔ برگ: سامان۔

۱۰ وجود خلق بدل می کنند، ورنہ زمیں
ہماں ولایت کیخسروست و ملک قباد

۱۱ چو طفل بر ہمہ بازید، و بر ہمہ خندید
عجب تر آں کہ، نہ گشتند دیگراں استاد

۱۲ عروس ملک، نکوروے دخترے ست ولے
وفا نمی کند این ست مہر باداماد

۱۳ نہ خود سریر سلیمان بہ بادر فتے و بس
کہ ہر کجا کہ سریرے ست می رود برباد

۱۴ ہمیں نصیحت من گوش دار و نیکی کن
کہ دانم از پس مرگم کنی بہ نیکی یاد

۱۵ نہ داشت چشم بصیرت، کہ گرد کرد و نہ خورد
ببرد گوے سعادت، کہ صرف کرد بہ داد

۱۶ چناں کہ صاحب فرخندہ راے مجد الدین
کہ بیخ اجر نشاند و بناے خیر نہاد

۱۷ نہ گویمت بہ تکلف فلاں دولت ودیں
سپہر مجد و معالی، جہانِ دانش و داد

۱۰- خلق: مخلوق۔ ولایت: بہ کسر، سلطنت۔ کیخسرو: عجم کے ایک بڑے بادشاہ کا نام۔ قباد: بہ ضم، ایک کیانی بادشاہ کا نام، نوشیرواں کے باپ کا نام جو آل ساسان سے تھا، ہر عظیم الشان بادشاہ کو بھی کہتے ہیں۔

۱۱- طفل: بہ کسر، بچہ۔ بازید: از بازیدن، کھیلنا۔ خندید: از خندیدن، ہنسنا۔

۱۲- عروس: بہ فتح دلہن۔ عروس ملک: یہ ترکیب اضافی توضیحی ہے۔ اس سے مراد امیر مجد الدین کا ملک ہی ہے۔ نکورو: خوبصورت۔ سست مہر: کم محبت کرنے والی۔ داماد: دولھا، بیٹی کا شوہر۔ اس شعر میں ملک کو عروس اور دختر نیک رو سے تعبیر کیا گیا ہے اور بادشاہ کو داماد سے۔

۱۳- سریر: سخت۔

۱۴- گوش دار: دھیان دے۔ از پس مرگم: میرے مرنے کے بعد۔

۱۵- چشم بصیرت: چشم بینا۔ ہوشیاری۔ گرد کرد: جمع کیا۔ گوے سعادت: نیک بختی کی گیند، صرف کرد: خرچ کیا۔ داد: انصاف۔

۱۶- صاحب فرخندہ راے: مبارک راے والا۔ مجد الدین: بیخ اجر: ثواب کی جڑ۔ نشاند: بہ کسر، بیٹھایا، رکھا۔ بناے خیر: بہ کسر بھلائی کی بنیاد۔ نہاد: از نہادن رکھنا۔

۱۷- تکلف: بہ فتح اول و تشدید لام مضموم۔ وہ بات ظاہر کرنا جو اپنے اندر نہ ہو۔ دولت ودیں: صاحب دولت ودیں۔ سپہر: آسمان۔ مجد: بزرگی، عظمت۔ معالی: بلندیاں۔ دانش: عقلمندی۔

۱۸ تو، آں برادر صاحب دلی، کہ مادر دہر — بہ سالہا چو تو، فرزند نیک بخت نہ زاد

۱۹ بہ روز گار تو، ایام دستِ فتنہ بہ بست — بہ یمن تو، در اقبال بر جہاں بکشاد

۲۰ دلیل آں کہ ترا از خدائے نیک آمد — بس ست خلق جہاں را، کہ از تو نیک افتاد

۲۱ یکے دعا کنمت، بے رعونت، از سر صدق — خدات در نفس آخریں بیامرزاد!

۲۲ تو ہم زیاں نہ کنی گر بہ صدق دل گوئی — ''کہ آفرین خدا بر روان سعدی باد''

⊙⊙⊙

۱۸- برادر صاحب دلے: نیک دل بھائی۔ مادر دہر: زمانہ کو ہی ماں کہا۔ نیک بخت: خوش قسمت۔ زاد: ماضی مطلق از زادن جننا۔

۱۹- روزگار: زمانہ۔ ایام: شب و روز۔ یمن: بہ ضم، برکت۔ در اقبال: شادابی کا دروازہ۔ بر جہاں بکشاد: دنیا پر کھول دیا۔

۲۰- نیک آمد: اچھائی ملی۔ از تو نیک افتاد: تیری وجہ سے بھلائی پہنچی۔

۲۱- بے رعونت: عاجزانہ۔ صدق: سچائی۔ خدات: خدا ترا۔ نفس: بہ فتحتین، وقت۔ بیامرزاد: مضارع از آمرزیدن، درمیان زا و دال الف برائے دعا۔

۲۲- زیاں: نقصان۔ آفریں: کلمۂ تحسین، شاباس (مراد رحمت) رواں: بہ فتح، روح۔

⊙⊙⊙

سلمان ساوجی

وفات ———— ۱۳۷۷ء

سلمان ساوجی عراق عجم کے صوبہ "سادہ" کے رہنے والے اور "جلائر" خاندان کے درباری شاعر کی حیثیت سے "ملک الشعراء" تھے" سلمان نے قصیدہ گوئی میں کمال اسمٰعیل اور ظہیر فاریابی کا تتبع کیا۔ زبان کی صفائی و شستگی، مضمون آفرینی، جدت تشبیہ، مشکل ردیفوں کی ایجاد اور ان میں بھی روانی اور صفائی کو بر قرار رکھنا سلمان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی لیکن قصیدہ ان کا مخصوص میدان ہے۔ وہ عام طور پر نئے نئے مضامین ایجاد کرتے ہیں۔ اور اس میں بھی رنگ آمیزی اور صناعی کے نمونے پیش کیے ہیں۔

قصیدہ در مدح شاہ اویس

۱ ہر کرا بخت ہم عناں باشد	در رکاب خدا یگاں باشد
۲ پادشاہے ، کہ بندگانش را	در رکاب ارُ دَواں ، دواں باشد
۳ کام رانے ، کہ در مواکب او	صد چوں نوشیرواں ، رواں باشد

شاہ اویس: ایلکانی یا جلا پری خاندان کے بانی شیخ حسن بزرگ کا لڑکا تھا جو اپنے باپ کے بعد سریر آرائے سلطنت ہوا۔ یہ خاندان ایران کے مغربی علاقے اور عراق عرب پر حکومت کرتا تھا۔

۱- بخت: قسمت۔ ہم عناں: سازگار۔ در رکاب: ہم راہ، پناہ میں۔ خدایگاں: بادشاہ۔

۲- پادشاہے: مراد شاہ اویس۔ بندہ: غلام۔ اردواں: بروزن پہلوان، ایک بادشاہ کا نام جسے اس کے غلام اردشیر بابگان نے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ دواں: از دویدن دوڑتا ہوا۔

۳- کام ران: کامیاب، مواکب: بہ فتح میم و کسر کاف، جمع موکب (بہ فتح میم وکسر کاف) لشکر، سپاہ۔ نوشیرواں: بہ ضم نون وواوے مجہول وکسر شین معجمہ ویاے معروف (۱) اصل ہے نوشین رواں بمعنی شیریں جاں"۔ ایک بادشاہ کا نام۔ چوں کہ وہ انصاف پسند اور خوش خو تھا اس لیے اس کا یہ لقب ہوا۔ (۲) نوشیرواں، نو بمعنی نیا او و شیر سے مرکب ہے اور واں حرف تشبیہ ہے یعنی مانند شیر نو، شیر جوان۔ (غیاث اللغات)

۴ سایۂ کرد گار ، شیخ اویس — باد پائندہ ، تاجہاں باشد
۵ جان ملک جہاں ، کہ فرمانش — در تن مملکت رواں باشد
۶ آں کہ بر تخت سلطنت ، حکمش — کار فرمائے انس و جاں باشد
۷ واں ، کہ در بزم مکرمت دستش — کیسہ پرداز بحر و کاں باشد
۸ ملک ہندوستان دانش را — رائے رائے اویس خاں باشد
۹ ہرچہ آں رائے برزباں آرد — کلک ہندوش ترجماں باشد
۱۰ بحر و کاں ، دردو آستیں دارد — مہر و ماہش بر آستاں باشد
۱۱ ہرمثالے ، کہ آید از گردوں — نام او ، برسرش نشاں باشد
۱۲ اے کہ معراج قصر قدر ترا — پایۂ سدرہ نردباں باشد

۴- کردگار: اللہ تعالیٰ۔ شیخ اویس: بیان سایۂ کردگار۔ باد پائندہ: پائندہ باد بمعنی قائم رہے، مستحکم رہے۔ تا: جب تک۔

۵- فرمانش: اس کا حکم۔ تن: جسم۔ مملکت: بہ ضم لام وفتح وکسرِ لام نیز آمدہ۔ سلطنت، بادشاہی جمع ممالک بہ فتح میم وکسر لام۔ رواں: بہ فتح، روح۔

۶- کارفرما: کام کا حکم دینے والا۔ انس: بہ کسر وسکون ماقبل، آدمی، انسان، یہ لفظ مفرد بہ معنی جمع ہے۔ جان: بہ تشدید نون ابوالجن کا نام جو جنوں اور پریوں کا باپ ہے اور کبھی یہ لفظ مطلق نوع جن کے لیے آتا ہے مگر مجازاً۔

۷- مکرمت: بہ ضم رائے مہملہ بزرگی، نوازش۔ کیسہ پرداز: تھیلی خالی کرنے والا۔ بحر: سمندر۔ کان: کھان، معدن۔

۸- دانش: عقل مندی، دانائی۔ رائے: مشورہ، تدبیر۔

۹- برزبان آرد: زبان پر لاتا ہے۔ کلک: بہ کسر، قلم کی نوک، کھوکھلی نرکل۔ ہندو: ہندستانی، غلام۔

۱۰- مہرو ماہش: مہرو ماہ برآستانش۔

۱۱- مثال: بہ کسر، قاضی کا حکم نامہ، بادشاہی فرمان، پروانہ، مطلق حکم۔ گردوں: آسمان۔

۱۲- معراج: بلندی۔ قصر: محل۔ قدر: مرتبہ۔ پایہ: درجہ۔ نردباں: بہ فتح، سیڑھی۔ سدرہ: یعنی سدرۃ المنتہیٰ۔ (آسمانی بیری جو انتہا پر ہے، کسی چیز کی آخر حد)

۱۳ آسماں در مخیم قدرت — سایۂ عطف سائباں باشد
۱۴ ماہ در دار ضیف انعامت — گِردَکَ روے گرد خواں باشد
۱۵ اے کہ ساقی بزم جود ترا — بحرِ ذخار ، جرعہ داں باشد
۱۶ شاہد دولت، کشاں درپاے — دامنِ آخر الزماں باشد
۱۷ صورتِ ہمتِ تو ، برزدہ سر — از گریباں آسماں باشد
۱۸ پیش ملکت ، اگر قیاس کنند — ملک جم ، بقعۂ ازاں باشد
۱۹ زیں حسد خاتم سلیماں را — دایم انگشت در دہاں باشد
۲۰ بر سر آید ، زبحر ، اگر قلمت — دست پروردآں بناں باشد
۲۱ بر سپہر از وکالت حزمت — ہندوے چرخ ، دیدہ باں باشد

۱۳- مخیم: بہ ضم میم و بہ تشدید یاے مفتوح، خیمہ گاہ۔ قدرت: بہ فتح، تیرا مرتبہ۔ عطف: مہربانی۔

۱۴- ماہ: چاند۔ دار: گھر۔ ضیف: مہمان۔ گردہ: بہ کسر، اخروٹ۔

۱۵- جود: سخاوت۔ بحر ذخار: موج مارتا سمندر۔ جرعہ: بہ ضم گھونٹ۔

۱۶- شاہد: معشوق۔ دولت: اقبال مندی۔

۱۷- برزدہ: اسم مفعول از برزدن بمعنی برداشتن: اٹھانا۔

۱۸- ملک جم: جمشید کا ملک۔ جمشید ایران کے ایک مشہور بادشاہ کا نام، جس کا پہلے نام ''جم'' تھا، مگر آذر بیجان کے جشن کے سبب لفظ ''شید'' زیادہ کردیا گیا، شید کا معنی شعاع آفتاب ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے فرہنگ آصفیہ اور لغات کشوری دیکھیں) بقعہ: بہ ضم ٹکڑا، حصہ۔

۱۹- خاتم: بہ فتح و کسر ''تا'' انگوٹھی۔ سلیماں: ایک مشہور پیغمبر۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جن کے ہاتھ میں ایک عجیب انگشتری تھی جس سے امور مملکت استوار رہتے۔

۲۰- بر سر آید: مضارع از بر سر آمدن، آخر ہونا، ختم ہونا۔ دست پرورد: پالا ہوا۔ بنان: انگلیوں کی پور۔ مراد ہاتھ ہے۔

۲۱- حزم: بہ فتح، دانائی، ہوشیاری۔ ہندوے چرخ: آسمانی ڈاکو (ستارۂ زحل) دیدہ بان: نگہ بان۔

۲۲ در جہاں . از نیابت قہرت ترک افلاک ، قہرماں باشد
۲۳ تیغ را باوجود خامۂ تو چوں سناں ،عقدہ برلساں باشد
۲۴ باکمالت ، کہ بے زوال آمد با صفاتت ، کہ بے کراں باشد
۲۵ فکر را ، پاے در رکاب بود نطق را ، دست بردہاں باشد
۲۶ در مقامے ، کہ از ہَزاہز جنگ لرزہ افتادہ ، برسناں باشد
۲۷ در مَصافے ، کہ در کشاکش رزم تیر بر ہر طرف جہاں باشد
۲۸ قامت نیزہ دل ربائے بود غمزۂ تیغ ، جاں ستاں باشد
۲۹ سرکشاں را کمند کردہ بہ بند تا بہ پاے علَم کشاں باشد
۳۰ کوس بانالہ و نفیر بود کوہ، با نعرۂ و فغاں باشد
۳۱ تیغ را، آں چناں زنند آں دم کہ سر تیغ ، خوں فشاں باشد

۲۲-نیابت: قائم مقامی۔ترک: بہ ضم،ایک قوم کا نام مجازاً سپاہی، افلاک: بہ فتح فلک کی جمع بمعنی آسمان۔ قہرمان: بہ فتح کارفرما، جلال کے ساتھ ہو۔
۲۳-تیغ: تلوار۔ سنان: تیراور نیزے کی نوک۔ لی۔لسان: زبان۔ عقد: بہ فتح گرہ۔ خامہ: قلم۔
۲۴-بے زوال: لازوال۔ بے کراں: بے حساب، بے انتہا۔
۲۵-نطق: بہ ضم، گویائی۔
۲۶-ہزاہز: بہ فتح، بھگدڑ، شوروغل، لشکر غالب کے خوف سے لشکر مغلوب میں جو بھگدڑ پڑ جائے۔
۲۷-مصاف: بہ فتح، صف باندھنے کی جگہ، میدان جنگ۔ کشاکش: کھینچا، کھینچی۔ رزم: لڑائی ، جہاں: اسم فاعل سماعی از جستن بہ فتح بمعنی کودنا۔(برسنا)

۲۸-دل ربا: دل لے جانے والا۔ جاں ستاں: جان لے جانے والا۔ پیاری
۲۹-کمند: بہ فتح، (مُبدَّل خمند، مرکب از خم وند۔ خم بمعنی کج اور وند کلمۂ نسبت) ایک قسم کی چرمی رسی جو لڑائی کے وقت دشمن کی گردن میں پھینک کر ڈال دیتے اور اسے اس کے وسیلہ سے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں، پھندا، حلقہ۔
۳۰-کوس: بہ واو مجہول، نقارہ۔ نفیر: بہ فتح، نالہ، فریاد۔
۳۱-تیغ زنند: تلوار چلاتے ہیں۔ سرِ تیغ: تلوار کی دھار۔ خوں فشاں: خون بہانے والی۔ ٹپکانے والی۔

۳۲ گرز را سر زنش کنند آں روز | لاجرم گرز سر گراں باشد
۳۳ گاہ یک فرق سر ز ضربت تیغ | دو بدن ہم چو فرقداں باشد
۳۴ گہ دو پیکر، زرہ گزار سناں | شدہ یک تن، چو توأماں باشد
۳۵ ہر کجا خنجرت زباں راند | ملک الموت کامراں باشد
۳۶ ہر کجا رایتت ز جا جنبد | بانگ فریاد والاماں باشد
۳۷ پیش صرصر چگونہ باشد کاہ | کوہ باحملہ ات چناں باشد
۳۸ در جبین جبان وروے دلیر | قوت وضعف تن عیاں باشد
۳۹ یک حدیث تراخرد بہ خِرد | در بہ صد گنج شایگاں باشد

۳۲- گرز: بہ ضم، لوہے کا ایک وزنی ہتھیار جو سر پر مارا جاتا ہے آگے سے برج نما ہوتا ہے۔ گدا۔ سرزنش: ڈانٹ پھٹکار۔ لاجرم: ناچار، لاعلاج۔ سرگراں: بھاری۔

۳۳- فرق: بہ فتح، سر کی مانگ۔ ضربت: بہ فتح، مار۔ فرق داں: بہ فتح اول و ثالث، دوستاروں کا نام، جو قطب شمالی کے گرداگرد پھرتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک برابر چمکتے ہیں، کسی وقت غائب نہیں ہوتے۔

۳۴- تواماں: بہ فتح اول و ثالث، توام کا تثنیہ، دونوں جڑواں بچے۔

۳۵- زباں راند: زبان چلائے۔ ملک الموت: بہ فتح اول وکسر ثانی موت کا فرشتہ۔ کامراں: کامیاب۔

۳۶- رایتت: تیرا جھنڈا۔ جنبد: مضارع از جنبیدن: بہ ضم، ہلنا، لہرانا۔ بانگ: آواز۔ فریاد: دہائی۔ الامان: کلمۂ خوف، خدا کی پناہ۔

۳۷- صرصر: بہ فتح، آندھی۔ کاہ: تنکا۔ باحملہ ات: تیرے حملہ سے۔

۳۸- جبین: پیشانی۔ جبان: بزدل۔ دلیر: بہادر۔ قوت: طاقت۔ ضعف: بہ ضم، کمزوری۔ عیاں: ظاہر۔

۳۹- حدیث: بات۔ خرد: بہ کسر خاے معجمہ و فتح را، عقل۔ خرد: بہ فتحتین مضارع از خریدن: مول لینا۔ در: اور اگر۔ بہ: بمعنی عوض۔ گنج شایگاں: بہت بڑا خزانہ جو بادشاہوں کے لائق ہو۔

۴۰ جان شیریں بہ ہر چہ باز خرند — بہ جَنابت کہ رایگاں باشد

۴۱ آں چہ از بہر جنگ تیز کنند — تیغ در عہد تو ، فساں باشد

۴۲ کے رکاب ظفر گراں گردد؟ — گرنہ پاے تو درمیاں باشد

۴۳ کے قباے بقا دریدہ شود؟ — گرنہ شمشیر تو دراں باشد

۴۴ پادشاہا! رہِ چہل سال ست — کہ دریں خانہ مدح خواں باشد

۴۵ شب وروزش چوطوطی از کرمت — شکر شکر در دہاں باشد

۴۶ واں کہ از نعمت تو ، چوں پستہ — بستہ مغزش در استخواں باشد

۴۷ بلبل خوش‌نوا ست ، خوکردہ — کِش جناب تو گلستاں باشد

۴۸ طائرے پے مبارک ست آں بہ — کہ دریں دولت آشیاں باشد

۴۹ بندہ را بر در تو مردن بہ — زاں کہ در خلد جاوداں باشد

۴۰- جان شیریں: میٹھی پیاری جان۔ بہ: بمعنی عوض۔ بہ جنابت: تیری بارگاہ میں ، تیرے حضور۔ رایگاں: ضائع ، بے کار۔

۴۱- فساں: بہ فتح ، دھار تیز کرنے کا پتھر۔

۴۲- ظفر: کامیابی ، فتح۔

۴۳- قباے بقا: بہ فتح ، زندگی کا لباس۔

۴۴- پادشاہا: اے بادشاہ۔ زہے: کیا ہی خوب۔ کلمۂ تحسین۔

۴۵- طوطی: بہ ضم ، ایک ننھا سا نغمہ سرا موسی پرندہ ، جو شہ توت بڑے شوق سے کھاتا ہے ، یہ لفظ توتی کا معرب ہے۔ کرمت: تیری بخشش۔ دہان: "روزش" کی شین اصل میں دہان پر ہے ، اب اصل عبارت ہوگی "دہانش"۔

۴۶- پستہ: بہ کسر ، ایک میوہ کا نام۔ استخوان: ہڈی۔

۴۷- کش: اصل میں "کہ اور "اش" ہے بمعنی کہ اس کے لیے۔ جناب: بارگاہ ، دربار۔ بلبل خوش نوا: مراد شاعر۔

۴۸- طائر: پرندہ: پے مبارک: مبارک قدم دولت: سلطنت ، حکومت۔

۴۹- خلد: بہ ضم ، جنت۔ جاوداں: ہمیشہ ، دائم۔

۵۰ چوں کماں خدمت تو خواہم کرد — تامرا پے براستخواں باشد
۵۱ من یقیں، بر درتو خواہم مرد — خود کراں غیر ازیں گماں باشد
۵۲ رایض طبعم، از نماید راں — ہمہ داغ شما بر آں باشد

مطلع دوم

۵۳ جاں بریں گفتہ ای رواں باشد — "انوری" گردریں زماں باشد
۵۴ ذرۂ کز عراق بر خیزد — رشکِ خورشید خاوراں باشد
۵۵ باوجود سلاست سخنم — "انوری" بارے از کیاں باشد
۵۶ دربیاں گرچہ قادرست کجا — ایں معانیش دربیاں باشد
۵۷ ہر سیاہی، کہ آید از قلمم — کحلِ اعیان اصفہاں باشد
۵۸ تا زخورشید گردش گردوں — سایہ اش برہمہ جہاں باشد
۵۹ بادعدلت چناں کہ چوں خورشید — اثرش بر ہمہ مکاں باشد
۶۰ باد چرخت مطیع، تا بر چرخ — گزر تیر برکماں باشد؟

۵۰- تامراپے براستخوان باشد: یعنی جب تک میں زندہ ہوں۔
۵۱- کرا: بہ کسر، کس کو۔
۵۲- رایض: بہ فتح اول وکسر ثالث، چابک سوار، گھوڑا، پھیرنے والا۔ رایض طبعم: میری چابک سوار طبیعت۔ ران: زانو۔

مطلع دوم

۵۳- گفتہ: کلام۔ انوری: ایک مشہور قصیدہ گوایرانی شاعر
۵۴- خورشید خاوراں: مشرق کا سورج۔
۵۵- کیان: کیانی قوم۔
۵۶- ایں معانیش: ایں معانی در بیانش (انوری) کجاباشد۔
۵۷- کحل: بہ ضم، سرمہ۔ اعیان: امیر لوگ۔ اصفہان: بہ کسراول وفتح ثالث، ایران کاایک مشہورشہر۔
۵۸- گردوں: آسمان۔
۵۹- باد: ہوا۔ عدلت: تیراانصاف۔
۶۰- باد چرخت: چرخ، مطیعت باد۔ تا: جب تک۔

عرفی شیرازی

وفات ________ ۱۵۹۱ء

ہندوستان کے فارسی گوشعرا میں عرفی شیرازی کا نام بھی زندۂ جاوید ہے، وہ خود قصیدہ گوئی کو ہوس پیشہ لوگوں کا کام سمجھتا تھا اور اسے اپنی غزل گوئی پر ناز تھا لیکن شہرت دوام اسے اپنی قصیدہ گوئی ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ عرفی نے فخر ومباہات کے مضامین قصیدوں میں بکثرت نظم کیے ہیں۔ زورِ کلام، مضمون آفرینی، بندش کی چستی حسین تشبیہیں اور نئی نئی ترکیبوں کی ایجاد اس کے قصائد کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ فلسفیانہ مضامین کو بھی اپنے پیرایہ ادا سے دل کش بنا دینا عرفی کا خاص وصف تھا۔ نازک خیالی اور معنی آفرینی کی مثالیں بھی اس کے قصائد میں بکثرت ملتی ہیں۔ اس نے اپنے اندازِ بیان سے فارسی قصیدہ گوئی کی تاریخ میں انقلاب پیدا کر دیا۔ ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور اتنی مختصر مدت حیات میں اپنی شعری تخلیقات کے باعث شہرت دوام حاصل کی۔

”قصیدہ در نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم“

۱ اے مہر تو ، جانِ آفرینش — نعت تو ، زبانِ آفرینش

۲ لطف تو ، چمن طراز امکاں — خشم تو خزانِ آفرینش

۳ جودت ، ہمہ بخش عالم کون — علمت ، ہمہ دانِ آفرینش

۱- اے: اے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔ مہر: محبت۔ آفرینش: مخلوق، کائنات۔

۲- لطف: مہربانی۔ چمن طراز: چمن بندی کرنے والا، چمن کو سنوارنے والا، مالی۔ امکان: دنیا۔ خشم: غصہ، غضب۔ خزاں: بہ فتح، پت جھڑ کا موسم۔

۳- جود: سخاوت۔ بخش: حصہ، نصیب۔ عالم کون: دنیا۔ ہمہ دان: تمام چیزوں کو جاننے والا۔

۴ باقلمہ ہمت تو ، بس تنگ   میدان دہانِ آفرینش
۵ ہمتاے تو ، بہترین خطا بش   بے نام و نشانِ آفرینش
۶ در جَنبِ تَعیُّنَتِ دوعالم   بہ ہماں و فُلان آفرینش
۷ تاگوہر فطرت تو گردید   آئین دکان آفرینش
۸ تیزی بگذاشت ، تیشۂ صنع   در کاوش کان آفرینش
۹ ناشی زہواے جلوہ تو   ارخاے عنان آفرینش
۱۰ در ضمن شمردن عطایت   افلاج بنان آفرینش
۱۱ اندیشۂ احتمال شانت   زان سوے گمان آفرینش
۱۲ مہمانیِ میزبان جودت   عید رمضان آفرینش
۱۳ شمشیر کمال تو نیامد   محتاج فسان آفرینش
۱۴ معراج تو در ہواے لاہوت   حد طیران آفرینش

۴- بس: بہت۔

۵- ہمتا: نظیر۔

۶- جنب: پہلو۔ تعیُّنت: تعین، وجود کا تعین۔

۷- گوہر: موتی۔ فطرت: پیدائش۔

آئین: زینت۔

۸- تیشہ: بعد "تا" یاے مجہول۔ بڑھئی کا اوزار، بسولا۔ صنع: کاریگری، قدرت۔

۹- ناشی: پروان چڑھنے والا، نشوونما پانے والا پیدا ہونے والا۔ ہوا: محبت۔ ارخا: ڈھیلا کرنا، چھوڑ دینا۔ عنان: لگام۔

۱۰- افلاج: بہ کسر، فالج گرنا۔ (مفلوج) بنان: انگلیوں کی پوریں۔ واحد بنانہ۔

۱۱- اندیشہ: فکر۔ احتمال: اٹھانا، احاطہ کرنا۔

۱۲- میزبان: مہمان نواز۔

۱۳- فسان: بہ فتح، وہ پتھر جس پر تلوار اور چھری وغیرہ تیز کی جاتی ہے۔

۱۴- لاہوت: سلوک کا وہ مقام جہاں فنافی اللہ کا درجہ ہے۔ حد: بہ فتح۔ انتہا۔ طیران: بہ فتح، اڑان۔ پرواز۔

۱۵ باطالع حاسد تو ہمزاد	فوج حدثان آفرینش
۱۶ بانطفۂ دشمن تو توأم،	صد مرثیہ خوان آفرینش
۱۷ امکان وجود دشمن تو	زُنّار میان آفرینش
۱۸ عیسی مگسِ تکلم تو	حلوائے دکان آفرینش
۱۹ صافی ، شکر شفاعت تو	قوت مگسان آفرینش
۲۰ بادیدن آب گوہر تو	دفع یرقان آفرینش
۲۱ تاثیر ملال غیبت تو	وجہ خفقان آفرینش
۲۲ نعلین تو تاج قاب قوسین	تمکینِ تو شان آفرینش
۲۳ در بازوے قدرت تو مضمر	صد زورِ کمان آفرینش

۱۵- طالع: نصیبہ۔ ہم زاد: جڑواں، ساتھی۔ حدثان: بہ کسر، سختی، مصیبت۔

۱۶- توأم: بہ فتح اول وثالث، جڑواں۔

۱۷- امکان: ممکن ہونا۔ زنار: بہ ضم اول و تشدید ثانی، جنیو (وہ ڈوڑا جو ہندو (برہمن) گلے اور بغل کے درمیان ڈالے رہتے ہیں۔ وہ تاگا یا زنجیر جو عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں) میان: کمر۔

۱۸- عیسیٰ مگس: عیسیٰ علیہ السلام آپ کی گفتگو پر شیفتہ ہیں۔

۱۹- صافی: صاف، شفاف۔ قوت: بہ ضم اول وسکون ثانی، غذا۔ مگسان: شہد کی مکھیاں، مکھیاں، واحد مگس، بہ فتح۔

۲۰- آب گوہر: موتی کی چمک۔ یرقان: بہ فتح اول وسکون ثانی، ایک بیماری جس میں آنکھیں اور چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔

۲۱- ملال: غم۔ غیبت: آنکھوں سے اوجھل ہو جانا، رحلت۔ خفقان: ایک بیماری کا نام جس میں دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔ گھبراہٹ۔

۲۲- نعلین: جوتے۔ قاب قوسین: دو کمانوں کے مقدار کے برابر فاصلہ، سرکار کا ایک مرتبہ۔ تمکین: عزت وقار۔

۲۳- مضمر: پوشیدہ۔ زور: قوت، طاقت۔

۲۴ با علم تو آشنا نیفتاد　　یک مسئلہ دان آفرینش
۲۵ نظارۂ چہرۂ حسودت　　وجہ غشیان آفرینش
۲۶ افسانہ سر نوشت خصمت　　تَرزِیق بیان آفرینش
۲۷ بامستی شوق تست عرفی　　از بے خبران آفرینش
۲۸ در مغز دماغ او خبر نیست　　از عنبر و بان آفرینش
۲۹ دعویٰ کن نعت ، لائق تو　　رسوائے جہان آفرینش
۳۰ دارد بہ عنایت تو عرفیؔ　　حرفے زِزبان آفرینش
۳۱ برخیز ، کہ شور کفر برخاست　　اے فتنۂ نشان آفرینش

⊙⊙⊙
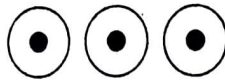
۲۴- باعلم تو آشنا نیفتاد: آپ کے علم کی تہ تک نہیں پہنچ سکا۔
۲۵- حسود: حاسد کی جمع۔ غشیان: بے ہوشی۔
۲۶- خصم: دشمن۔ تزریق بیان: کاذب، جھوٹا۔
۲۷- شوق: عشق۔ بے خبراں: مدحوش۔
۲۸- عنبر: ایک طرح کی خوشبو۔ بان: ایک درخت کا نام، مشک بید۔
۲۹- دعوی کن: دعوی کرنے والا۔ رسوائے جہاں: مراد عرفی شیرازی۔
۳۰- حرفے: ایک بات، ایک نکتہ۔
۳۱- فتنہ نشاں: فتنہ کو دبانے والا۔

⊙⊙⊙

مرزا حبیب قا آنی

ولادت ۱۸۰۷ء ـــــــــ وفات ۱۸۵۶ء

مرزا حبیب قا آنی نے دور جدید کے قصیدہ گو شعرا میں سب سے زیادہ امتیازی مقام حاصل کیا، صفوی اور قاچاری زمانے کے شعرا میں صائب تبریزی کے بعد انہیں کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی، وہ پہلے ایرانی شاعر تھے جنہوں نے فرنسیسی زبان سیکھی انہیں زبان و بیان پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ وہ مواد و مضمون سے زیادہ ہیئت و اسلوب پر زور دیتے تھے۔ اور اپنی شیریں بیانی سے مسحور کر لیتے تھے۔ واقعہ نگاری پر انہیں کمال حاصل تھا۔ اور وہ واقعہ کی جزئیات کو بھی تفصیل اور تسلسل سے بیان کرنے پر قادر تھے۔ نئی نئی تشبیہات و استعارات کی ایجاد ان کے کلام کا نمایاں وصف ہے۔ صنائع و بدائع کے استعمال پر انہیں غیر معمولی قدرت حاصل تھی۔

قصیدہ در مدح امیر کبیر مرزا تقی خاں

۱	نسیم خلد می وزد، مگر، ز جوئے بارہا	کہ بوے مشک می دہد، ہوائے مَرغزارہا
۲	فراز خاک وخشت ہا، دمیدہ سبز کشت ہا	چہ کشت ہا، بہشت ہا، نہ دہ، نہ صد، ہزارہا

۱- نسیم: ہلکی خوشبودار ہوا۔ خلد: بہ ضم، جنت۔ می وزد: فعل حال از وزیدن: ہوا کا چلنا۔ مگر: شاید۔ جو یبارہا: جس جگہ بہت سی نہریں بہتی ہوں۔ نہریں۔ مرغ زارہا: جمع مرغ زار: بہ فتح میم و سکون راد غین معجمہ موقوف، اس جگہ کو کہتے ہیں، جہاں سبزہ کثرت سے اگتا ہے، مرغ بہ فتح ایک قسم کی گھاس ہے جسے دوب کہا جاتا ہے۔

۲- فراز: بلندی، خشت: بہ کسر، اینٹ۔ دمیدہ: از دمیدن، اگنا۔ کشت: بہ کسر، کھیتی۔

۴ بہ چنگ بستہ چنگ ہا، بہ نائے ہشتہ رنگ ہا — چکاوہا کلنگہا ، تذروہا ، ہزارہا

زنائے خویش فاختہ، دوصد اصول ساختہ — ترانہ ہا نواختہ ، چو زیر و بم تارہا

۵ خاک رُستہ لالہ ہا، چو بُسَّدیں پیالہ ہا — بہ برگ لالہ ژالہ ہا چوں در شفق ستارہا

۶ فگندہ اند ہمہمہ ، کشیدہ اند زمزمہ — بہ شاخ سروِبن ہمہ چہ کبک ہا چہ سارہا

۷ نسیم روضۂ ارم ، جہد بہ مغز دم بہ دم — زبس دمیدہ پیش ہم، بہ طرف جوئے بارہا

۸ بہارہا بنفشہ ہا ، شقیقہ ہا ، شگوفہ ہا ق شمام ہا ، خجستہ ہا ، اراک ہا، عرارہا

۹ زہر کرانہ مست ہا ، پیالہ ہا ، بہ دست ہا — زمغز مے پرست ہا، نشاندہ مے خمارہا

۴- چنگ: چنگل۔ چنگ ہا: چنگ کی جمع، ایک مشہور باجے کا نام ۔ نائے : گلا۔ رنگ: گھنگھرو۔ چکاو: خوش آواز پرندہ (چنڈول) کلنگ: بہ ضم اول و فتح لام، سارس کے مشابہ ایک پرندہ۔ تذرو: بہ فتحتین، مرغ صحرائی جو نہایت خوش رنگ ہوتا ہے۔ (یہ لفظ دال مہملہ سے لکھنا اور کبک کے معنی میں کہنا غلط ہے) ہزار: بلبل۔

۴- فاختہ: قمری کے برابر اور ہم شکل ایک وحشی پرندہ۔ اصول: راگ۔ زیر و بم: آواز کا اتار چڑھاؤ۔ تارہا: تارے۔

۵- رُستن: بہ ضم، اگنا۔ لالہ: خوشنما رنگین پھول کی ایک قسم ۔ بسدیں: بہ ضم اول و فتح ثانی مشددي منسوب بہ بسد بہ معنی مرجان مراد رنگ سرخ۔ ژالہ: اوس، شبنم۔ شفق: بہ فتحتین، سرخی جو طلوع آفتاب سے پیشتر اور غروب آفتاب کے بعد نمودار ہوتی ہے۔

۶- ہمہمہ: بہ فتح، شور، ہنگامہ۔ زمزمہ: بہ فتح، نغمہ۔ سرو: ایک درخت کا نام۔ بن: بہ ضم جڑ(بن)، باغ۔ کبک: بہ فتح اول وسکون ثانی، چکور۔ سار: ایک خوش آواز سیاہ پرندے کا نام۔

۷- روضۂ ارم: باغ جنت۔ جہد: جہیدن سے۔ پیش: سامنے۔ طرف: کنارہ

۸- بہار: بہ فتح، ہر پھول کو عموماً اور گل نارنج کو خصوصاً کہتے ہیں۔ بنفشہ: بہ فتح اول وضم ثانی، ایک درخت کا نام جس کے نیلے پھول دوا میں کام آتے ہیں۔ شقیقہ: گل لالہ۔ شگوفہ: کلی۔ شمام: ایک پھول۔ خجستہ: بہ ضم اور و فتح ثانی وسکون سین، بے نقطہ، گل سدا بہار۔ اراک: بہ فتح، پیلو کا درخت۔ عرار: بروزن قرار، ایک پھول ہے جسے گاوچشم اور بابونۂ گاو کہتے ہیں۔ گلِ بابونہ۔

۹- کرانہ: بہ فتح اول، کنارہ انتہا۔ مغز: دماغ۔ خمار: بہ فتح اول، نشہ اترنے کے بعد بدن ٹوٹنے کی کیفیت اور دردسر وغیرہ۔

۱۰ زریزش سحاب ہا، بر آب ہا، حباب ہا ‌‌‌ چوں جوے نقرہ آب ہارواں در آبشار ہا

۱۱ فراز سرو بوستاں نشستہ اند قمریاں ‌‌‌ چوں مقریان نغز خواں بہ زمردیں منار ہا

۱۲ فگندہ اند غلغلہ، دوصد ہزار یک دلہ ‌‌‌ بہ شاخ گل پئے گلہ زرنج انتظار ہا

۱۳ درخت ہاے بارور، چو اشتران باربر ‌‌‌ ہمی زپشت یک دگر، کشیدہ صف قطار ہا

۱۴ مہار کش شمال شاں، سحاب ہا، رحال شاں ‌‌‌ اصول شاں عقال شاں فروع شاں مہار ہا

۱۵ دریں بہار دلنشیں، کہ گشتہ خاک عنبریں ‌‌‌ زمن ربودہ عقل ودیں، نگارے از نگار ہا

۱۶ رفیق جو، شفیق خو، عقیق لب، شقیق رو ‌‌‌ رقیق دل، دقیق مو، چہ مو؟ زمشک تار ہا

۱۷ بہ طرہ کرد تعبیہ، ہزار طبلہ غالیہ ‌‌‌ بہ مژہ بستہ عاریہ، برندہ ذو الفقار ہا

۱۸ مہے دوہفت سال او سواد دیدہ خال او ‌‌‌ شگفتہ از جمال او، بہشت ہا، بہار ہا

۱۰- ریزش: حاصل مصدر از ریختن، چھڑکاو (بارش) سحاب: بہ فتح بادل۔ حباب: بہ فتح وضم اول بہ ہر دو حرکات بمعنی گنبد آب (پانی کا بلبلا) جو: نہر۔ نقرہ: بہ ضم، چاندی۔ (آبشار: جھرنا۔

۱۱- قمری: بہ ضم، فاختہ کی ایک قسم۔ مقری: بہ ضم، قاری۔ نغز خواں: خوش آواز، زمردیں: بہ فتح اول وثانی و بہ ضم ثالث باتشدید و بہ کسر رابع، زمرد کی طرح (ہیرے جواہر کی طرح)

۱۲- غلغلہ: شور، غل۔ ایک دلہ: ایک ساتھ، متفق۔ گلہ: شکایت۔

۱۳- بارور: پھل دار، باربر: بوجھ اٹھانے والا۔ اشتران: جمع اشتر، اونٹ۔ کشیدہ صف قطار ہا: قطار در قطار ہیں۔

۱۴- مہار: بہ کسر، نکیل۔ رحال: بہ کسر، جمع رحل بمعنی پالان، کجاوہ۔ اصول: جڑ۔ عقال: بہ کسر، رسی، فروع: شاخیں۔

۱۵- عنبریں: عنبر کی طرح۔ نگار: محبوب، معشوق۔

۱۶- رفیق: دوست۔ جو: از جُستن۔ شفیق: مہربان۔ خو: عادت۔ عقیق: سرخ۔ شقیق: لالہ۔ رقیق: نرم، نازک۔ دقیق: باریک۔

۱۷- طرہ: بہ ضم، زلف۔ تعبیہ کردن: بہ فتح، چھپانا۔ طبلہ: بہ فتح، ڈبا، صندوقچی جیسے طبلۂ عطار۔ غالیہ: ایک مرکب خوش بو، عطر مجموعہ۔ مژہ: پلک۔ عاریہ: برہنہ۔

۱۸- مہ دو ہفتہ: چودھویں کا چاند سال: عمر۔ سواد دیدہ: سیاہی چشم، پتلی۔ خال: تل۔

۱۹ دو کوزہ شہد بر لبش ، دو چہرہ ماہ نخشبش
نہفتہ زلف چوں شبش ، بہ تارہا، تتارہا

۲۰ سہیل حسن چہر او ، دو چشم من سپہر او
مدام مست مہر او نبیذ ہا ، عقارہا

۲۱ چہ گویمت کہ دوش چوں، بہ ناز و غمزہ شد بروں
بہ حجرہ آمد اندروں ، بہ طرز مے گسارہا

۲۲ بہ کف بطے ز سرخ مے، کہ گراز وچکد بہ نے
ہمی ز بند بندوے ، بروں جہد شرارہا

۲۳ دوندہ درد ماغ و سر جہندہ در دل و جگر
چناں کہ بر جہد شرر، بہ خشک ریشہ خارہا

۲۴ مرا بہ عشوہ گفت ہے! ترا ست ہیچ میل مے؟
بہ گفتمش "بہ یاد کے، بہ بخش مے، بیارہا؟

۲۵ خوش ست امشب اے صنم! خوریم مے بہ یاد جم
کہ گشتہ دولت عجم، قوی چو کوہسارہا

۲۶ زسعی صدر نامور ، مہین امیر داد گر
کز وکشودہ باب و در ز حصن و از حصارہا

۲۷ بہ جاے ظالمے شقی نشستہ عادلے "تقی"
کہ مومنان متقی ، کنند افتخارہا

۱۹- کوزہ: پیالا۔ چہرہ: رخسار، گال۔ نخشب: بہ فتح اول و ثالث، ترکستان کی ایک قدیم بستی۔ ماہ نخشب: حکیم ابن مقنع کے شہر نخشب میں بنایا ہوا چاند جس کی روشنی دور دور تک پھیلتی تھی۔ تار: بال۔ تتار: ملک تاتار جہاں کی مشک مشہور ہے۔ یہاں تاتاری ہرن مراد ہیں۔

۲۰- سہیل: بہ ضم اول و فتح ثانی، ایک مشہور روشن ستارہ۔ سہیل حسن: سہیل ستارے جیسی خوبصورتی والا۔ سپہر: آسمان۔ مدام: ہمیشہ۔ مہر: سورج مراد، چہرہ۔ نبیذ: جو اور کھجور کی شراب جب کہ نشہ آور نہ ہو۔ عقار: بہ ضم اول، شراب۔

۲۱- دوش: گذشتہ شب۔ مے گسار: شرابی۔

۲۲- بط: بہ فتح، بطخ، بطِ مے: صراحی بہ شکل بط، یہاں بمعنی صراحی ہے۔ چکد: مضارع از چکیدن: ٹپکنا، نے: بہ فتح، بانسری۔ بند بند: پور پور۔ شرارہ: چنگاری۔

۲۳- ریشہ: جڑ۔ خار: کانٹا۔

۲۴- عشوہ: بہ فتح، ناز و ادا۔ ہے: بہ فتح، کلمہ تنبیہ۔ میل: بہ فتح، خواہش، رغبت۔ کے: بہ فتح، بڑا بادشاہ، جمع کیان۔ بیارہا: فعل امر اور ہا حرف تنبیہ۔

۲۵- جم: بہ فتح، جمشید بادشاہ ایران کا نام۔ دولت عجم: ایران کی حکومت۔ کوہ سار: پہاڑی علاقہ، پہاڑ۔ بڑا، بزرگ۔ داد گر: انصاف ور۔ حصن: بہ کسر، قلعہ۔ حصار: فصیل، قلعہ کی دیوار۔

۲۷- شقی: بد بخت۔ تقی: پرہیزگار۔ متقی: پرہیزگار۔ افتخار کردن: فخر کرنا۔

۲۸ امیر شه، امین شه، یسار شه، یمین شه — که سر ز آفرین شه، به عرش سوده بارہا
۲۹ یگانہ صدر محترم، مہین امیر محتشم — اتابک شه عجم، امین شہر یار ہا
۳۰ امیر مملکت کشا، امین ملک پادشا — معین دین مصطفیٰ، ضمین رزق خوارہا
۳۱ قوام احتشام ہا، عماد احترام ہا — مدار انتظام ہا، عیار اعتبار ہا
۳۲ مُکَمِّلِ قصور ہا، مُشَدِّدِ ثُغُور ہا — مُمَہِّد امور ہا، مُنَظِّم دیار ہا
۳۳ کشنده شریر ہا، رہا کنِ اسیر ہا — خزانۂ فقیر ہا، نظام بخشِ کار ہا
۳۴ به ہر بلد، به ہر مکاں به ہر زمیں به ہر زماں — کنند مدح او به جاں به طرز حق گزار ہا
۳۵ خطیب ہا، ادیب ہا، اریب ہا، لبیب ہا — قریب ہا، غریب ہا، صغار ہا، کبار ہا
۳۶ به عہد او نشاط ہا کنند و انبساط ہا — به مہد در قماطہا، ز شوق شیر خوار ہا

۲۸- امیر: سردار، حاکم، رہبر۔ امین: امانت دار۔ یسار: بایاں ہاتھ، یمین: داہنا ہاتھ۔ آفریں: شاباشی، تحسین۔ سوده: از سودن گھسنا، رگڑنا۔ به عرش سودن: عرش پہ سجدہ ریزی کرنا۔

۲۹- یگانہ: اکیلا، لاجواب۔ محتشم: شان وشوکت والا۔ اتابک: بہ فتح با، استاذ، شاہانہ خطاب۔ شہریار: بادشاہ۔

۳۰- مملکت کشا: ملک فتح کرنے والا۔ معین: مددگار۔ ضمین: ضامن۔

۳۱- قوام: اصل، جان۔ عماد: ستون۔ مدار: مرکز، موقوف علیہ۔ عیار: بہ تخفیف یا، ترازو، کسوٹی۔

۳۲- مکمل: اسم فاعل از تکمیل پورا کرنیوالا۔ قصور: قصر کی جمع محلات۔ مشدد: اسم فاعل از تشدید، بند کرنے والا۔ ثغور: بہ ضم اولین، جمع ثغر، سرحدیں۔ ممہد: اسم فاعل از تمہید، درست و ہموار کرنا۔ امور: امر کی جمع فرمان، معاملات۔

۳۳- کشنده: اسم فاعل از کشتن، مارڈالنا۔ رہا کن: رہا کرنے والا۔ اسیر: قیدی۔ نظام بخش: انتظام کرنے والا۔

۳۴- بلد: شہر۔ مکاں: جگہ۔ زماں: وقت۔ مدح: تعریف۔ بہ طرز حق گزار ہا: حق ادا کرنے والوں کی طرح حق گزاروں کے انداز میں۔

۳۵- اریب: عقل مند۔ لبیب: عقل مند۔ صغار: جمع صغیر، کبار: جمع کبیر۔

۳۶- نشاط: خوشی۔ انبساط: خوشی۔ مہد: بہ فتح، پالنا، گہوارا۔ قماط: بہ کسر، وہ کپڑا جس میں نوزائیدہ بچے کو لپیٹتے ہیں، پوتڑا۔ شیر خوار: دودھ پیتا بچہ۔

۳۷ سحاب کف، محیط دل، کریم خو، بسیط ظل — مخمرش در آب و گل فخار ہا، وقار ہا

۳۸ بہ ملک شہ ز آگہی، بسے فزودہ فرّ ہی — کہ گشت مملکت تہی، ز ننگ ہا، ز عار ہا

۳۹ معین شہ، امین شہ، یسار شہ، یمین شہ — کہ فکر دور بین شہ، گزیدش از کبار ہا

۴۰ فنائے جانِ ناکساں، شرار خرمن خساں — حیات روح مفلساں، نشاط دل فگار ہا

۴۱ بہ گاہ خشمش آں چناں، طپد زمین و آسماں — کہ ہوش مردم جباں، ز ہول گیرودار ہا

۴۲ زہے ملک رہین تو، جہاں در آستین تو — رسیدہ از یمین تو، بہ ہر تنے، یسار ہا

۴۳ بہ ہفت خط، و چار حد، بہ ہر دیار و ہر بلد — فزوں ز حصر و حد و عد، تراست جاں نثار ہا

۴۴ کبیر ہا دبیر ہا، خبیر ہا، بصیر ہا — وزیر ہا، امیر ہا، مشیر ہا، مشار ہا

۳۷- سحاب کف: فیاض دست۔ محیط دل: وسیع دل۔ محیط بمعنی سمندر۔ کریم خو: سخی خصلت۔ بسیط ظل: وسیع و عریض سایہ والا۔ مخمر: بہ ضم اول و فتح ثانی و ثالث باتشدید ثالث۔ اسم مفعول از تخمیر، خمیر کیا ہوا۔ فخار: بہ کسر، بڑا ناز اور فخر کرنے والا۔ وقار: عزت۔

۳۸- آگہی: علم، واقفیت۔ فزودہ: از فزودن: بڑھانا۔ فرہی: بہ فتح اول اول و تشدید ثانی، شان و شوکت۔ تہی: خالی۔ ننگ: شرم عار: شرم۔

۳۹- فکر و دور بین شہ: بادشاہ کی دور اندیشی۔ گزید: بہ ضم از گزیدن، چن لینا، منتخب کرنا۔

۴۰- فنائے جاں: جان کو فنا کرنے والا۔ ناکساں: بہ فتح ثالث، نااہل لوگ۔ شرار: چنگاری۔ خرمن: کھلیان۔ خساں: کمینے لوگ۔ نشاط: بہ فتح، خوشی، شادمانی۔ دل فگار: زخمی دل۔

۴۱- گاہ: وقت۔ خشم: غصہ۔ طپد: مضارع از طپیدن بے قرار ہونا، تپنا۔ جباں: بزدل: ہول: خوف۔ گیرودار: دار و گیر، دھر پکڑ۔

۴۲- زہے: کیا خوب، مرحبا۔ رہین: رہین منت۔ یمین: داہنا ہاتھ مراد قدرت۔ یسار: بایاں ہاتھ مراد مالداری، تونگری۔

۴۳- ہفت خط: کنایۃ پوری دنیا۔ بلد: شہر۔ فزوں: زیادہ۔ حصر: احاطہ کرلینا، گھیر لینا۔ عد: بہ فتح، شمار، گنتی۔

۴۴- دبیر: منشی، ایڈیٹر۔ خبیر: عالم خبر رکھنے والا۔ بصیر: روشن دل، مشیر: مشورہ دینے والا۔ مشار: مشورہ لینے والا۔

۴۵ دو سال ہست کمترک، کہ فکرت تو چوں محک | زنقد جان یک بہ یک، بہ سنگ زد عیار ہا

۴۶ ہم از کمال بخر دی، بہ فر و فضل ایزدی | زدست جملہ بستدی، عنان اختیار ہا

۴۷ چناں از اقتدار تو، گرفت مایہ کار تو | کہ گشت روز گارِ تو، امیرِ روز گار ہا

۴۸ چہ مایہ خصم ملک و دیں کہ کرد ساز رزم و کیں | کہ ساختی بہ ہر زمیں زلاش شاں، مزار ہا

۴۹ خلیل را نواختی، بخیل را گداختی | برائے ہر دو ساختی، چہ تخت ہا چہ دار ہا

۵۰ در ستم شکستہ اِی، رہ نفاق بستہ اِی | بہ آب عدل شستہ اِی زچہر دیں غبار ہا

۵۱ بہ پائے تخت پادشہ، فزودی آں قدر سپہ | کہ صف کشد دو ماہہ رہ، پیادہ ہا، سوار ہا

۵۲ کشیدہ گرد ملک و دیں، زسعی فکرت رزیں | زتوپ ہائے آہنیں، بس آہنیں حصار ہا

۴۵- کمترک: کچھ کم۔ محک: بہ فتحتین و بہ کسر اول و فتح حائے مہملہ، کسوٹی، عیار: بہ کسر، کسوٹی۔

۴۶- بخردی: بہ فتح و بہ کسر با و سکون خائے معجمہ و فتح را۔ عقل مندی، دانائی۔ فر: شان۔ ایزدی: بہ کسر اول، خدائی، منسوب، بہ ایزد۔ ستدی: ماضی مطلق از ستدن، لینا، عنان: لگام

۴۷- مایہ: پونجی۔

۴۸- مایہ حیثیت۔ خصم: دشمن۔ ساز: سامان۔ رزم: لڑائی۔ کیں: پوشیدہ دشمنی۔

۴۹- خلیل: دوست۔ نواختی: از نواختن، نوازنا۔ گداختی: از گداختن، پگھلانا، نیست و نابود کرنا۔

۵۰- ستم: بہ کسر، ظلم۔ نفاق: بہ کسر، دوروئی، دورخا پن۔ ظاہر میں کچھ دل میں کچھ، دشمنی۔ بستہ: از بستن، باندھنا، بند کرنا۔ شستہ: از شستن، دھونا۔

۵۱- پائے تخت: دار السلطنت، راجدھانی۔ پادشہ: مخفف۔ پادشاہ۔ فزودی: از فزودن: زیادہ کرنا۔ سپہ: بہ کسر، مخفف سپاہ بمعنی فوج۔ صف، کشد: صف بندی کرتی ہے، دو ماہہ رہ: دو مہینے کی مسافت۔

۵۲- سعی: کوشش۔ رزیں: پہلے ”را“ بغیر نقطہ بعدہ ”زا“ با نقطہ، بہ معنی مضبوط، ٹھوس۔ توپ ہائے آہنی: فولادی توپ۔ بس: بہ فتح، مانند، طرح۔ حصار: بہ کسر، احاطہ، چہار دیواری، قلعہ۔

۵۳ حصار کوب وصف شکن، کہ خیزدش تف از دہن　　چواز گلوے اہرمن، شرر فشاں بخارہا
۵۴ سیاہ مور در شکم، کنند سرخ چہرہ ہم　　چہ چہرہ؟ قاصد عدم، چہ مور؟ خیل مارہا
۵۵ شوند مورہا دراو، تمام مار سرخ رو　　کہ برجہندش از گلو، چو مارہا، زغارہا
۵۶ نہ دیدم اژدر، ایں چنیں، دل آتشیں تن آہنیں　　کہ افگند در اہل کیں، زمارہا، دمارہا
۵۷ نہ داد ماند و نہ دیں، زدیو پُر شود زمیں　　فتد خمار ظلم و کیں، بہ مغز ذو الخمارہا
۵۸ بہ نظم ملک و دیں نگر، زبس کہ ساخت زیب و فر　　کہ نگسلد یک از دگر، چہ پودہا، چہ تارہا
۵۹ الا گذشت آں زمن، کہ بگسلند در چمن　　میان لالہ و سمن، حمارہا، فسارہا

۵۳- حصار کوب: قلعہ کو توڑنے والا۔ صف شکن: صفوں کو منتشر کرنے والا۔ خیزدش تف از دہن: تف: بہ فتح گرمی، آگ، اصل عبارت یہ ہے: تف از دہنش خیزد۔ اہرمن: فتح اول وثالث وسکون ثانی و بہ فتح میم شیطان، مجوس کہتے ہیں کہ نیکی کا خدا یزداں ہے اور بدی کا اہرمن۔ شرر فشاں: چنگاریاں برسانے والا۔ بخار: بھاپ۔

۵۴- سیاہ مور: بارود۔ شکم: یعنی شکمِ توپ ہاے آہنی۔ قاصد عدم: فنا کا پیام لانے والا۔ مور یہ: بارود۔ خیل: بہ فتح، گروہ۔ مار: سانپ۔

۵۵- مار سرخ رو: سرخ چہرے والا سانپ۔ برجہندش از گلو: اصل عبارت: از گلوش برجہند۔ برجہند: مضارع از برجستن، اچھلنا، کودنا، نکلنا۔ غار: گڑھا، کھوہ۔

۵۶- اژدر: بہ فتح، اژدھا، دل آتشیں: آتشی دل۔ تن آہنی: فولادی بدن۔ اہل کیں: دشمن۔ دمار: بہ فتح، ہلاکت، بربادی۔

۵۷- داد: انصاف۔ خمار: باقی ماندہ مستی۔ کیں: بہ کسر، دشمنی۔ مغز: دماغ۔ ذو الخمار: بہ کسر خاے معجمہ، عرب کا ایک جادوگر جو چہرے پر نقاب ڈالے رہتا تھا۔

۵۸- نظم: پرونا، منظم کرنا۔ نگر: امر از نگریستن، دیکھنا۔ زیب: زینت۔ فر: شان و شوکت۔ گسلیدن: بہ ضم توڑنا، ٹوٹنا، الگ ہونا۔ پود: بہ واو مجہول، بانا، تار: تانا۔

۵۹- الا: بہ فتح خبردار، سن لو۔ زمن: زمانہ۔ لالہ: سرخ رنگ کا ایک خوبصورت پھول، چار پتیوں کے نہایت خوش نما رنگین پھولوں کی ایک قسم جن کی طرح طرح کی رنگتیں ہوتی ہیں اور بیچ میں سیاہ داغ ہوتا ہے۔ سمن: چمیلی۔ حمار: بہ کسر، گدھا۔ فسار: بہ کسر۔ گھوڑے کا تکمہ جو چمڑے کا ہوتا ہے اور گھوڑے کے گلے میں رہتا ہے اور مخفف افسار کا بھی بمعنی باگ ڈور۔

۶۰ مرا بہ پرور آں چناں، کہ ماند از تو جاوداں | زشعر بندہ در جہاں ، خُجستہ یادگار ہا
۶۱ بہ جائے آب شعر من، اگر برند در چمن | زفکر آب و رنج تن ، رہند آب یار ہا
۶۲ ہمارہ ، تا بہ ہر خزاں شود زباد مہرگاں | تہی ز رنگ و بو جہاں چو پشت سوسمار
۶۳ خُجستہ باد حال تو ، ہزار قرن سال تو | بہ ہر دل از خیالِ تو شگفتہ نو بہار ہا

⊙⊙⊙

۶۰- بہ پرور: امر از پروردن: پالنا، مراد سرپرستی کرنا۔ جاوداں: ہمیشہ خجستہ: بہ ضم خاے معجمہ و بہ فتح جیم، مبارک، سعید۔

۶۱- رنج تن: جسمانی مشقت۔ رہند: بہ فتح مضارع از رہیدن: چھوٹنا، نجات پانا۔

۶۲- ہمارہ: ہموارہ کا مخفف ، ہمیشہ۔ مہرگان: بہ کسر میم۔ خزاں کے ایک مہینے کا نام۔ سوسمار: گوہ (ایک مشہور دریائی جانور)

۶۳- باد: دعائیہ۔ قرن: زمانہ سال۔ سال: عمر

تمت بالخیر

اختر حسین فیضی مصباحی

استاذ: جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۵ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۶ھ

۱۱ر جولائی ۲۰۰۶ء شب چہار شنبہ